انبیاء علیہم السلام، صحابہ رضی اللہ عنہم، صلحاء اور حکیم لقمان رحمہ اللہ کی

بچوں کے لیے ۴۰ نصیحتیں

تالیف
الشیخ محمد عظیم حاصلپوری حفظہ اللہ

نظر ثانی
الشیخ مجیب الرحمان سیاف حفظہ اللہ

مکتبہ اسلامیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اَپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

مکتبہ اسلامیہ

بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ پاکستان فون: 37244973-042 فیکس: 37232369-042
بیسمنٹ سمٹ بینک بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد۔ پاکستان فون: 2631204, 2034256-041
E-mail:maktabaislamiapk@gmail.com

آئینہ مضامین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

والدین کے لیے گزارش

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ۝ ﴾ [1]

''اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں، جس پر سخت دل مضبوط فرشتے مقرر ہیں، جنھیں جو حکم اللہ دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ جو حکم دیا جائے بجالاتے ہیں۔''

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ، وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِينَ، وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ)) [2]

''اپنے بچوں کو جب وہ سات سال کے ہو جائیں تو نماز کا حکم دو، اور جب دس سال کے ہو جائیں (اور نہ پڑھیں) تو انہیں اس پر مارو اور ان کے بستر جدا جدا کر دو۔''

---

[1] ٦٦/التحریم:٦۔ [2] سنن ابو داود، الصلاۃ، باب متی یومر الغلام بالصلاۃ: ٤٩٥؛ مسند احمد: ٢/ ١٨٧ حسن۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ عَالَ ثَلَاثَ بَنَاتٍ فَأَدَّبَهُنَّ وَزَوَّجَهُنَّ وَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ فَلَهُ الْجَنَّةُ)) [1]

"جس نے تین بیٹیوں کی پرورش کی انہیں ادب سکھایا، ان کی شادیاں کیں اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا تو اس کے لیے جنت ہے۔"

مذکورہ بالا آیت قرآنی اور احادیث نبویہ ﷺ اس بات کی بین دلیل ہیں کہ والدین پر بچوں کے حقوق میں سے اہم ترین یہ ہے کہ والدین اپنے بچوں کی دینی واسلامی، اخلاقی وجسمانی اور معاشرتی تربیت کریں۔ جیسے والدین پر ضروری ہے کہ وہ بچے کی پیدائش کے بعد اس کے حقوق مثلاً بچے کے کان میں اذان کہنا، اسے گھٹی دینا، ساتویں دن اچھا نام رکھنا، سر منڈوانا، عقیقہ کرنا اور ختنہ کرنا وغیرہ لازم ہیں، اسی طرح والدین پر ضروری ہے کہ وہ اسے بچپن میں ہی قرآنِ مجید کی تعلیم دلوائیں اور اسے ارکان اسلام کی تعلیم دے کر اسے اس کا پابند بنائیں نیز اسے شریعت کے تمام احکام وآداب کی تعلیم دیں یعنی کھانے پینے، سونے جاگنے، اٹھنے بیٹھنے، چلنے پھرنے اور ملنے جلنے کے اسلوب وسلیقے سکھائیں۔ نیز اس کا خصوصی اہتمام کریں جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا کہ بچوں کی تربیت کے لیے تجربہ کار ایک بیوہ سے نکاح کر لیا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا: "کیا تم نے شادی کی ہے؟" میں نے کہا: ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "کنواری یا بیوہ سے؟" میں نے عرض کی بیوہ سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تم نے کنواری سے شادی کیوں نہ کی وہ تجھ سے دل لگی کرتی اور تو اس سے دل لگی کرتا؟" میں نے کہا:

---

[1] ابوداود، الأدب، باب فی فضل من عال یتیما: ۵۱۴۷ صحیح۔

یارسول اللہ! میرے والد گرامی احد میں شہید ہو گئے اور اپنے پیچھے نو بیٹیاں (ایک روایت میں چھ بیٹیوں کا ذکر ہے) چھوڑیں تو مجھے یہ اچھا نہ لگا کہ ان جیسی ایک اور غیر تجربہ کار عورت کو گھر میں لے آؤں بلکہ میں نے اس (تجربہ کار) عورت سے نکاح کیا جو ان کی کنگھی کرے اور ان کی نگرانی اور تربیت کرے۔ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: ''تم نے بالکل درست کیا۔'' [1]

بچے کو چھوٹی عمر میں کیا اور کیسے سکھایا جائے اس سلسلے میں خلیفہ عبدالملک بن مروان نے اپنے بیٹے کے استاد سے کہا تھا:

''تم انہیں سچ بولنا اس طرح سکھاؤ جیسے قرآنِ مجید سکھاتے ہو۔ انہیں گھٹیا لوگوں کے ساتھ میل جول سے بچا کر رکھنا کیونکہ وہ گستاخ اور تقویٰ سے عاری ہوتے ہیں۔ اسی طرح نوکروں سے بھی دور رکھنا، وہ بھی ان کے لیے باعث فساد ہیں۔ انہیں گوشت کھلاؤ تا کہ یہ طاقت ور ہوں۔ انہیں اشعار پڑھاؤ تا کہ یہ شان و شوکت اور بلند مرتبہ حاصل کریں۔ انہیں مسواک کرنے کو کہو۔ یہ پانی ہپ ہپ کرنے کی بجائے چوس چوس کر پیئں۔ کبھی انہیں سزا دینی پڑ جائے تو یہ بھی در پردہ ہو۔ کسی راز افشا کرنے والے کے سامنے نہ ہو ورنہ یہ اس کی نظر میں گر جائیں گے۔''

اس خصوصی نصیحت میں خلیفہ عبدالملک بن مروان نے صرف علمی، مذہبی اور ادبی تربیت ہی کو ملحوظ خاطر نہیں رکھا، بلکہ اخلاقی، جسمانی، لسانی اور معاشرتی تربیت کو بھی سامنے رکھا ہے۔ [2]

---

[1] بخاری الوکالة، باب اذا وکل رجلا...: ۲۳۰۹۔

[2] التربیة الاسلامیة، ابراشی، ص: ۱۳۰۔

ہشام بن عبدالملک رحمہ اللہ نے اپنے بیٹے کے استاد ''سلیمان کلبی'' سے کہا تھا:

''میرا بیٹا میری آنکھوں کا تارا ہے۔ میں نے اس کی تعلیم و تربیت کے لیے تمہیں مقرر کیا ہے۔ لہٰذا تم خدا خوفی سے کام لینا۔ امانت کا حق ادا کرنا۔ پہلی بات جو میں تمہیں بطور خاص کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ تم اسے سب سے پہلے قرآنِ مجید سکھاؤ۔ اس کے بعد اسے عمدہ اشعار سے سیراب کرنا۔ پھر اسے قبائلِ عرب میں لے جانا اور اسے ان کے منتخب اشعار سکھانا۔ حلال و حرام کے چیدہ چیدہ مسائل اور تقاریر و غزوات سے بھی آگاہ کرنا۔'' [1]

خلیفہ ہارون الرشید نے اپنے بیٹے ''امین'' کے استاد سے کہا تھا:

''امیرالمومنین نے اپنا جگر گوشہ تمہارے حوالے کیا ہے۔ تم اس کے لیے اپنا ہاتھ فراخ رکھنا اور اپنی فرماں برداری کو فرض قرار دینا۔ جس مقام پر امیرالمؤمنین نے تمہیں فائز کیا ہے اس پر برقرار رہنا۔ اسے قرآن مجید پڑھاؤ اور تاریخ سے آگاہ کرو۔ اسے اشعار سکھاؤ اور سنتوں کی تعلیم دو۔ گفتگو کے مواقع اور اس کے آغاز سے آشنا کرو۔ بے موقع ہنسنے سے منع کرو۔ اسے یہ بتلاؤ کہ جب ہاشمی خاندان کے بزرگ اس کے پاس آئیں تو یہ ان کا احترام کرے اور جب راہنما لیڈر اس کی محفل میں آئیں تو انہیں کے شانِ شایان احترام بجالائے۔''

علاوہ ازیں بچے کو استاد کے حوالے کرتے ہوئے اس کی مکمل فرماں برداری کا پابند کیا جاتا ہے۔ ایسی صورت حال میں معلم و مربی کا محض قرآن کا قاری، ادیب یا اشعار رکھنے والا ہونا کافی نہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کا متقی و پرہیزگار، عفت

---

[1] التربية الاسلامية، ابراشي، ص: ١٤٢۔

مآب، نیک اور صالح، عمدہ اخلاق کا مالک، لین دین کا صاف ستھرا، اخلاق و آداب شاہی سے آشنا، عقائد و احکام اسلام کا عالم اور ان تمام اوصاف سے متصف ہونا ضروری ہے جن کا بچے کو مذکورہ بالا ترتیب سے پڑھایا جانا مقصود ہے۔ اگر ان اوصاف میں سے کچھ خوبیوں سے عاری بھی ہو تب بھی کم از کم تقویٰ شعار اور احکام اسلام سے روشناس ضرور ہو۔ [1]

ہمارے اسلاف نیک معلم کی تلاش میں دور دراز کا سفر اور بے بہا دولت خرچ کرنے کے لیے بھی تیار رہتے تھے۔

ابن سینا کہتے ہیں:

''بچے کی تربیت کرنے والا عقل مند، باعمل، اخلاق کی قدر و قیمت سے آشنا، بچوں کی تربیت کا ماہر، باوقار، سنجیدہ، خبیث اور گھٹیا حرکات سے بالاتر، بچے کی موجودگی میں کم سے کم مزاح کرنے والا ہونا چاہیے۔ نہ زیادہ بے تکلف رہے نہ زیادہ خشک مزاج، بلکہ خوش مزاج، نظافت پسند اور خوش باش رہنے والا ہو۔''

کہتے ہیں کہ عتبہ بن ابوسفیان رحمہ اللہ نے اپنی اولاد کے نگران سے کہا تھا:

''اے عبدالصمد! سب سے پہلے تمہیں اپنی اصلاح کرنی ہوگی کیونکہ بچوں کی نظریں تمہاری طرف لگی ہوئی ہیں۔ ان کے نزدیک وہ کام اچھا ہے جسے تم اچھا سمجھتے ہو۔ اور جسے تم برا سمجھتے ہو وہ ان کے ہاں بھی برا ہے۔ انہیں قرآن مجید کی تعلیم دیں۔ انہیں عفت آمیز اشعار سکھائیں۔ ان کے سامنے جچی تلی بات کریں۔ بہت زیادہ باتیں سنانا فہم و فراست کو کورا بنا دیتا

---

[1] نصیحة الملوك، ماوردی، ص: ۱۷۰۔

ہے۔ انہیں میرا خوف دلاتے رہنا اور میری عدم موجودگی میں ان کو سزا دینا۔ تمہیں ان کے لیے ایک ایسے حاذق طبیب کی مانند ہونا چاہیے جو تشخیص سے پہلے مریض کو دوا استعمال نہیں کراتا۔ تمہیں میرے کسی عذر پر اعتماد نہیں کرنا ہوگا کیونکہ میں تمہاری نگرانی پر اعتماد کر چکا ہوں۔ جتنی زیادہ ان پر محنت کرو اسی قدر مجھ سے مطالبہ کرو میں ان شاء اللہ تمہارا وظیفہ بڑھاتا جاؤں گا۔'' [1]

ابوشامہ شافعی رحمہ اللہ نے استاد کی خوبیوں کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے کہا ہے:

''اسے اپنی اصلاح سے آغاز کرنا چاہیے کیونکہ بچوں کی نگاہیں اور کان اس پر مرکوز ہوتے ہیں۔ استاد کی نظر میں جو چیز اچھی ہو وہ انہیں بھی اچھی لگتی ہے اور جو چیز اس کی نظر میں بری ہو وہ انہیں بھی بری لگتی ہے۔ دورانِ نشست میں خاموش رہے۔ اپنا خوف دلا کر ان کی تربیت کرے، زیادہ مار پٹائی نہ کرے۔ ان کے سامنے کسی سے مذاق نہ کرے۔ ان کے سامنے غیبت، جھوٹ اور چغل خوری کی مذمت کرے۔ ان کے اہل خانہ سے زیادہ مطالبہ نہ کرے۔'' [2]

امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''بچے کو کاہلی، بے کاری، آرام پسندی اور عیش کوشی سے بچا کر ان کی متضاد سمت پر لگانا چاہیے۔ اسے اس قدر آرام راحت دی جائے جس سے اس کے جسم اور دماغ کی تھکن دور ہو جائے۔ سستی اور بے کاری کا انجام بھی برا

---

[1] نصیحة الملوك، ماوردی، ص: ۱۷۲۔

[2] التربیۃ الاسلامیة، ابراشی، ص: ۱۳۹۔

ہوتا ہے اور یہ ندامت آمیز خسارہ کا باعث بھی بنتی ہے، جبکہ محنت اور لگن کا انجام قابلِ تعریف ہوتا ہے، خواہ اس کا صلہ دنیا میں ملے یا آخرت میں یا دونوں جہانوں میں۔ کوئی شخص جتنا زیادہ مشقت پسند ہوگا، اسی قدر وہ آرام میں ہوگا اور جس قدر کوئی شخص آرام پسند ہوگا اسی قدر وہ تکلیف اور پریشانی میں ہوگا۔ گویا دنیا کی قیادت وسیادت اور آخرت کی خوش بختی اور سعادت تک رسائی محنت ومشقت کا پل پار کرنے کے ذریعے ہوسکتی ہے۔'' [1]

اس مقام پر ہم نے بچوں کے لیے 40 نصیحتیں اکٹھی کی ہیں جو مختلف موقعوں پر انہیں انبیاء علیہم السلام، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین رحمۃ اللہ علیہم اور سلف صالحین نے کیں اور خصوصاً تربیت اولاد کے سلسلہ میں جو اللہ تعالیٰ نے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکیم لقمان کی نصیحتیں اپنے بیٹے کے لیے ذکر کیں ہیں ان کا ذکر کریں گے تاکہ ہمارے بچے اپنے بزرگوں کی نصیحتوں پر عمل کرتے ہوئے معاشرے کے معزز فرد کہلائیں اور دنیا وآخرت کی کامیابیوں اور کامرانیوں کو سمیٹ سکیں۔ آخر میں دعا گو ہوں اپنے بھائی مجیب الرحمن سیاف صاحب کا کہ جنھوں نے اسے ایک نظر پڑھا اور مناسب مقامات پر مفید مشورں سے نوازا، اللہ تعالیٰ ان کے علم وعمل میں اضافہ فرمائے۔ اور اللہ تعالیٰ مکتبہ اسلامیہ کی تمام ٹیم پر اپنی خصوصی رحمت فرمائے جو ہمہ وقت دین حنیف کی خدمت میں مصروف عمل ہیں۔ آمین

طالب دعا

محمد عظیم حاصل پوری

جامع مسجد محمدی اہلحدیث وہاڑی روڈ حاصل پور 0301-6191916

---

[1] تحفة المودود، ص: ۱۹۵۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

انبیاء، صحابہ، صلحاء اور حکیم لقمان کی بچوں کے لیے 40 نصیحتیں

① آدم علیہ السلام کی اپنے بیٹے کو نصیحت

سیدنا آدم علیہ السلام کے بیٹوں میں ایک کا نام شیث تھا سیدنا آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کا نام ''شیث'' اس لیے رکھا تھا کہ ہابیل کے قتل کے بعد اللہ تعالیٰ نے نعم البدل کے بطور یہ بیٹا عطا فرمایا تھا'...... ''شیث'' کا معنیٰ ''اللہ کا دیا ہوا تحفہ'' ہے۔

محمد بن اسحاق رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے:

''سیدنا آدم علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ علیہ السلام نے بیٹے ''شیث'' کو وصیت کی کہ رات اور دن کے دورانیے میں اللہ کی عبادت کرے اور آیندہ آنے والے ایک بڑے طوفان کی پیش گوئی بھی کی (یعنی طوفان نوح کی)۔'' [1]

کہا جاتا ہے کہ آج جتنے انسان بھی دنیا میں موجود ہیں ان سب کا نسب شیث علیہ السلام تک پہنچتا ہے، آدم علیہ السلام کے دوسرے بیٹوں کی اولاد ختم ہو چکی ہے۔ یعنی آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کی نصیحت کی ہے اور ہر نبی کی دعوت بھی حقیقت میں یہی تھی، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

[1] قصص الانبیاء، ص: ۵۳۔

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ﴾ [1]

"اور ہم نے ہر جماعت میں پیغمبر بھیجا کہ اللہ ہی کی عبادت کرو اور بتوں (کی پرستش) سے اجتناب کرو۔"

② سیدنا نوح علیہ السلام کی اپنے بیٹوں کو نصیحت

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک دیہاتی آیا، اس نے ایک چوغہ پہن رکھا تھا جس پر ریشم سے بنا بٹن لگا تھا۔ کہنے لگا: تم لوگوں کا ساتھی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) شہسواروں کی اولاد شہسواروں کو (جدی پشتی معزز لوگوں کو) ذلیل کر دینا چاہتا ہے اور گڈریوں کی اولاد گڈریوں کو بلند کر دینا چاہتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا چوغہ گریبان سے پکڑ کر فرمایا: "میں تجھے بے عقلوں کا لباس پہنے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔" پھر فرمایا:

"جب سیدنا نوح علیہ السلام کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے اپنے بیٹے سے فرمایا: میں تجھے ایک نصیحت کرتا ہوں' میں تجھے دو کام کرنے کا حکم دیتا ہوں اور دو کاموں سے منع کرتا ہوں۔ میں تجھے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اختیار کرنے کا حکم دیتا ہوں۔ اگر ترازو کے ایک پلڑے میں ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں رکھ دی جائیں اور دوسرے پلڑے میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رکھا جائے تو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ والا پلڑا (زیادہ وزنی ہونے کی وجہ سے) جھک جائے گا۔ اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں ایک بند حلقہ بن جائیں' تو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ انہیں جدا جدا کر دے گا۔ اور میں تجھے سبحان اللہ وبحمدہ پڑھنے کا حکم

---

[1] ١٦/النحل:٣٦۔

دیتا ہوں کیونکہ یہ ہر مخلوق کی تسبیح ہے اور اسی کی برکت سے مخلوق کو رزق ملتا ہے اور میں تجھے شرک اور تکبر سے منع کرتا ہوں۔''

ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اس شرک سے تو ہم واقف ہیں، لیکن تکبر کا کیا مطلب ہے؟ کیا یہ بات تکبر ہے کہ کسی کے جوتے اچھے ہوں، کسی کے تسمے خوبصورت ہوں؟ فرمایا:

''نہیں!''

میں نے کہا:

کیا یہ تکبر ہے کہ کسی کے پاس حُلّہ (چادروں کا جوڑا) ہو اور وہ اسے پہن لے؟

فرمایا: ''نہیں!''

میں نے کہا: کہ کسی کے پاس سواری کے لیے جانور ہو؟

فرمایا: ''نہیں!''

میں نے کہا: یا یہ ہے کہ کسی کے دوست ہوں جو اس کے پاس بیٹھتے ہوں؟

فرمایا: ''نہیں!''

میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! پھر تکبر ہوتا کیا ہے؟

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تکبر یہ ہے کہ ''حق کا انکار کرنا اور لوگوں کو حقیر جاننا۔'' [1]

③ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیٹوں کو نصیحت

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ؕ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ

---

[1] مسند أحمد: ۲/۱۷۰، ۶۵۸۳ اسنادہ صحیح؛ صحیح الترغیب والترھیب، الذکر والدعاء، باب الترغیب فی قول لا إله إلا الله وما جاء فی فضلها: ۱۵۳۰ صحیح لغیرہ۔

الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿١٣٢﴾ [1]

''اور ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو اسی بات کی وصیت کی اور یعقوب نے بھی (اپنے فرزندوں سے یہی کہا کہ) بیٹا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے یہی دین پسند فرمایا ہے، مرنا تو مسلمان ہی مرنا۔''

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو دین اسلام کی اتباع اور حالت اسلام پر زندگی بسر کرنے کی تلقین فرمائی اور ساتھ یہ بھی فرمایا کی حالت ایمان پر ہی تمہیں موت آنی چاہئے کیونکہ خاتمہ بالایمان نہ ہوا تو کامیابی ممکن نہیں۔

④ حضرت یعقوب علیہ السلام کی بیٹوں کو نصیحت

۱......یعقوب علیہ السلام نے جب سنا کہ یوسف علیہ السلام کو خواب آیا ہے کہ اسے گیارہ ستارے، چاند اور سورج سجدہ کر رہے ہیں تو وہ سمجھ گئے کہ اللہ تعالیٰ انہیں نبوت کا تاج پہنائے گا لیکن دوسرے بیٹوں کے حسد و بغض سے واقف ہونے کی وجہ سے یوسف علیہ السلام کو نصیحت کی کہ وہ اپنے بھائیوں کو خواب بیان نہ کریں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿٥﴾﴾ [2]

''انہوں نے کہا کہ بیٹا! اپنے خواب کا ذکر اپنے بھائیوں سے نہ کرنا، نہیں تو وہ تمہارے حق میں کوئی فریب کی چال چلیں گے۔ کچھ شک نہیں کہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔''

۲......جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے یوسف کے بھائیوں کے ساتھ بنیامین کو

---

[1] ٢/البقرة:١٣٢۔ [2] ١٢/یوسف:٥۔

بھیجا تو ایک نصیحت کی، کیوں کی اس کی وجہ بھی اللہ نے خود ہی آگے بیان فرمادی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ قَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّ ادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ وَ مَاۤ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَ عَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۞ وَ لَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَيْثُ اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ ؕ مَا كَانَ يُغْنِيْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا حَاجَةً فِيْ نَفْسِ يَعْقُوْبَ قَضٰىهَا ؕ وَ اِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۞﴾ [1]

''اور کہا کہ اے میرے بیٹو! ایک ہی دروازے میں سے داخل نہ ہونا بلکہ جدا جدا دروازوں سے داخل ہونا اور میں اللہ کی تقدیر تو تم سے روک نہیں سکتا (بیشک) حکم اُسی کا ہے میں اُسی پر بھروسا رکھتا ہوں اور اہلِ توکل کو اُسی پر بھروسا رکھنا چاہیئے اور جب وہ ان ان مقامات سے داخل ہوئے جہاں جہاں سے (داخل ہونے کیلئے) باپ نے اُن سے کہا تھا تو وہ تدبیر اللہ کے حکم کو ذرا بھی ٹال نہیں سکتی تھی ہاں وہ یعقوب کے دل کی خواہش تھی جو انہوں نے پوری کی تھی اور بیشک وہ صاحبِ علم تھے کیونکہ ہم نے ان کو علم سکھایا تھا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔''

اور مزید یہ بھی فرمایا:

﴿يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَ اَخِيْهِ وَ لَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ۞﴾ [2]

---

[1] ١٢/یوسف:٦٧۔٦٨۔ [2] ١٢/یوسف:٨٧۔

''اے میرے بیٹو! (یوں کرو کہ ایک دفعہ پھر) جاؤ، یوسف اور اُس کے بھائی کو تلاش کرو اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو، اس لیے اللہ کی رحمت سے بے ایمان لوگ ہی ناامید ہوا کرتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت وسیع ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اگر کافر کو اللہ کی وسیع رحمت کا عالم ہو جائے تو وہ جنت سے مایوس نہ ہو اس طرح اگر مومن کو اللہ کے بڑے عذاب کا علم ہو جائے تو وہ جہنم سے بے خوف نہ ہو۔'' [1]

۳......حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی وفات کے وقت اپنی اولاد کو اللہ کی توحید اور اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری کی نصیحت فرمائی جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ ۙ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ ؕ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَ اِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚۖ وَّ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝۱۳۳ ﴾ [2]

''بھلا جس وقت یعقوب وفات پانے لگے تو تم اس وقت موجود تھے جب انہوں نے اپنے بیٹوں سے پوچھا کہ میرے بعد تم کس کی عبادت کرو گے؟ انہوں نے کہا کہ آپ کے معبود اور آپ کے دادا ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق علیہم السلام کے معبود کی عبادت کریں گے جو معبود یکتا ہے اور ہم اسی کے حکم بردار ہیں۔''

---

[1] صحیح بخاری، الرقاق، باب الرجاء مع الخوف: ٦٤٦٩۔
[2] ۲/البقرۃ: ۱۳۳۔

⑤ نبی ﷺ کی سیدنا عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ کو نصیحت

سیدنا عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ مخزومی ننھے صحابی ہیں، یہ رسول اللہ ﷺ کے ربیب یعنی آپ ﷺ کی زوجہ مطہرہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے ہیں جو ان کے سابقہ شوہر سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے پیدا ہوئے۔ سیدنا عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كُنْتُ غُلَامًا فِيْ حِجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَتْ يَدِيْ تَطِيْشُ فِيْ الصَّحْفَةِ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ!۔

''میں چھوٹا بچہ تھا رسول اللہ ﷺ کی پرورش میں تھا اور میرا ہاتھ برتن کے اندر گھومتا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا:

((يَا غُلَامُ! سَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ)) [1]

''اے بچے! اللہ کا نام پڑھ کر کھاؤ، دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے آگے سے کھاؤ۔''

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

((يَا بُنَيَّ سَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ)) [2]

''اے میرے بیٹے! بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ، اور اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔''

یعنی آپ ﷺ نے اپنے ربیب عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ کو کھانے کے وقت بسم اللہ پڑھنے، دائیں ہاتھ سے کھانے اور سامنے سے کھانے کا حکم دیا۔ یاد رہے اگر کھانا ایک قسم کا ہو تو صرف اپنے سامنے سے کھانا کھانا چاہیے لیکن اگر کھانا قسما قسم کا ہو تو پھر

---

[1] بخاری، الاطعمة: ٥٣٧٦؛ مسلم: ٣٧٦٨۔

[2] تخریج الکلم الطیب: ١٨٢ صحیح۔

چاروں جانب سے کھایا جا سکتا ہے۔

⑥ نبی ﷺ کی سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو نصیحت

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کے چچا زاد بھائی ہیں، ان کا بچپن بھی نبی کریم ﷺ کے ساتھ گزرا، ایک دن آپ ﷺ سے صحبت یاب ہوتے ہوئے سواری پر بیٹھے۔اس دوران میں آپ ﷺ نے انہیں براہ راست اور سہل و مختصر انداز میں ان کی عمر اور استعداد کے مطابق چند باتوں کی تعلیم دی۔ان باتوں میں عظیم معانی پنہاں ہیں اور بچے کے لیے انہیں سمجھنا انتہائی آسان ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

((یَا غُلَامُ اِنِّیْ اُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ اِحْفَظِ اللّٰهَ یَحْفَظْكَ اِحْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ، اِذَا سَاَلْتَ فَاسْاَلِ اللّٰهَ وَ اِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ، اِعْلَمْ اَنَّ الْاُمَّةَ لَوِاجْتَمَعَتْ عَلٰی اَنْ یَّنْفَعُوْكَ بِشَیْئٍ لَمْ یَنْفَعُوْكَ اِلَّا بِشَیْئٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ لَكَ وَلَوِاجْتَمَعُوْا عَلٰی اَنْ یَّضُرُّوْكَ بِشَیْئٍ لَمْ یَضُرُّوْكَ اِلَّا بِشَیْئٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ لَكَ رُفِعَتِ الْاَقْلَامُ وَ جَفَّتِ الصُّحُفُ)) [1]

”اے بیٹا! میں تمہیں کچھ باتیں سکھائے دیتا ہوں: تم اللہ کی شریعت کی پابندی کرو وہ تمہاری حفاظت کرے گا۔تم اس کی شریعت کی پابندی کرو گے تو اس کو ہمیشہ اپنے سامنے پاؤ گے، یاد رکھ۔! تم جب بھی کوئی سوال کرنا تو اللہ ہی سے کرنا، کبھی مدد کی ضرورت ہو تو اسی سے مانگنا، اور یاد رکھو کہ اگر ساری کائنات بھی تمہیں کوئی نفع دینا چاہے تو نہیں دے سکتی صرف تمہیں وہی ملے گا جو تیرے لیے اللہ نے لکھا ہوا ہے اور اگر ساری کائنات بھی

[1] جامع ترمذی، صفة القيامة: ٢٤٤٠؛ مسند احمد: ٢٥٣٧ صحيح۔

تمہیں کوئی نقصان دینا چاہے تو نہیں دے سکتی صرف تمہیں وہی ملے گا جو تمہارے لیے اللہ نے لکھا ہوا ہے، یادرکھو! قلمیں اٹھالیں گئیں ہیں اور صحیفے خشک ہو چکے ہیں۔''

حدیث میں چند چیزوں کی نصیحت کی گئی ہے:

۱......اللہ کی شریعت کی پابندی کرو

۲......اللہ ہی سے سوال کرو

۳......اسی سے ہی مدد مانگو

۴......نفع ونقصان کا مالک صرف اللہ ہے۔

علاوہ ازیں معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے بچے کو نصیحت بھی کی اور اپنی حدیث یاد کرنے کی بھی تلقین فرمائی نیز ہمارے اسلاف قرآن مجید کے ساتھ ساتھ حدیث نبوی بھی اپنے بچوں کو سکھایا کرتے تھے کیونکہ وہ دونوں مصدر بچے کی علمی تعمیر کے بنیادی رکن ہیں۔امام بخاری رحمہ اللہ کا بیان ہے:

''میں ابھی طفل مکتب ہی تھا کہ مجھے حفظِ حدیث کا شوق پیدا ہو گیا۔'' جب ان سے پوچھا گیا کہ اس وقت آپ کی عمر کتنی تھی تو انھوں نے بتایا کہ ''دس سال یا اس سے بھی کم۔'' [1]

امام بخاری رحمہ اللہ کے بچپن کا واقعہ حاشد بن اسماعیل بیان کرتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ ہمارے ساتھ حدیث حاصل کرنے کے لیے مشائخ بصرہ کے پاس آتے جاتے تھے درآں حالیکہ وہ ابھی بچے تھے سولہ دن گزر گئے امام بخاری کے ساتھی لکھتے تھے لیکن امام بخاری رحمہ اللہ نہیں لکھتے تھے تو امام بخاری رحمہ اللہ کے ساتھیوں نے آپ

---

[1] فیض الباری شرح صحیح بخاری: ۱/۳۳۔

کو ملامت کی کہ تم لکھتے نہیں تو پڑھنے کا کیا فائدہ۔۔؟ تو امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا: کہ اپنی کاپیاں لاؤ۔ ہم نے وہ کاپیاں نکالیں، تو ان میں پندرہ ہزار سے زیادہ احادیث تھیں امام بخاری رحمہ اللہ نے وہ سب کی سب زبانی پڑھ دیں یہاں تک کہ ہم امام بخاری کے حافظ سے اپنی کاپیوں کی تصحیح کرتے تھے۔ 1

امام شافعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کرلیا تھا اور دس سال کی عمر میں مؤطا امام مالک مجھے زبانی یاد تھی۔ 2

جناب سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ کا بیان کہ میں نے چھ یا سات سال کی عمر میں مکتب جا کر اساتذہ سے قرآن مجید پڑھا اور اسے حفظ بھی کرلیا تھا۔ 3

⑦ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو نصیحت

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بچپن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گزرا آپ ہر معاملے میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل پیروی کرتے، جس جس مقام پر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز ادا کرنا ثابت ہوتا وہیں نماز ادا کرتے، جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر دعا کی وہیں کھڑے ہوکر دعا کرتے، جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھ کر دعا کی وہیں بیٹھ کر دعا کرتے۔ بلکہ انہیں یہاں تک یاد تھا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی نے بیٹھنے سے قبل دو چکر لگائے تھے۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی سے اتر کر دو رکعت نماز ادا کی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ جب بھی مکہ آتے۔ اپنی اونٹنی کو عمداً دو چکر لگواتے اور پھر اتر کر دو رکعت نماز ادا کرتے۔ آپ نے متبع رسول کا لقب پایا۔

---

1 مقدمه فتح الباری، ص: ٤٧٨۔ 2 طبقات الحفاظ للسیوطی، ص: ١٥٤۔

3 احیاء العلوم، غزالی: ٣/٧٢۔

آپ ﷺ نے انہیں راستے سے گزرتے ہوئے دیکھا کہ ان کی شلوار (تہبند) لٹک رہی تھی تو آپ نے فرمایا:

((يَا عَبْدَ اللهِ۔۔! اِرْفَعْ إِزَارَكَ)) [1]

''اے عبداللہ۔۔! اپنی شلوار (ٹخنوں سے) اونچی کر''

⑧ نبی ﷺ کی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو نصیحت

سیدنا علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے حقیقی چچا زاد بھائی ہیں، بچوں میں سب سے پہلے جس نے اسلام قبول کیا وہ جناب علی رضی اللہ عنہ ہیں آپ نے اپنی شادی کے بعد انہیں اپنی کفایت میں لے لیا تھا پھر آپ ﷺ نے انہیں اپنے گھر کا داماد بنا لیا تھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ فرمایا:

((يَا عَلِيُّ لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَإِنَّهَا لَكَ الْأُولٰى وَلَيْسَتْ لَكَ الْآخِرَةَ)) [2]

''اے علی! ایک بار نظر پڑ جانے کے بعد دوسری بار مت دیکھو کیونکہ تمہارے لئے پہلی نظر معاف ہے دوسری نہیں۔''

یعنی آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو غیر محرم کو دیکھنے سے منع فرمایا نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ راہ چلتے اچانک کسی نامحرم پر نظر پڑ جائے تو دوسری بار اس کی طرف دیکھنا روا نہیں چہ جائیکہ ٹکٹکی لگا کر دیکھتا رہے۔ پہلی بار اچانک نظر پڑ جائے بھی تو فوراً نگاہ پھیر لینی چاہیے یوں نہیں کہ انسان خواہش نفس کا شکار ہو کر رہ جائے۔

---

[1] صحيح الجامع الصغير: ٩٢١۔

[2] ترمذي، الأدب، باب ما جاء في نظرة الفجاءة: ٢٧٧٧؛ احمد: ٢٢٩٧٤۔

حضرت جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ نَظْرِ الْفُجَائَةِ۔

''میں نے رسول اللہ ﷺ سے اچانک نظر پڑ جانے کے بارے میں سوال کیا''

فَقَالَ: ((اِصْرِفْ بَصَرَكَ)) [1]

''تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی نظر پھیر لو۔''

اس لئے چاہیے کہ جب کبھی نظر اچانک کسی غیر محرم پر پڑ جائے تو اس کی طرف سے فی الفور نگاہ پھیر لی جائے، پہلی نظر تو معاف ہے اس کے بعد لذت نظر کیلئے دیکھنا یہ حرکت گناہ اور قابل گرفت ہے۔

⑨ نبی ﷺ کی سیدنا انس رضی اللہ عنہ کو نصیحت

جب آپ ﷺ نے مدینہ ہجرت کی تو یہ چھوٹے بچے تھے ان کی والدہ اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کے پاس انہیں لے کر آئیں اور انہیں اللہ کے رسول ﷺ کا خادم بنا دیا، اس وقت ان کی عمر دس سال تھی دس سال انہوں نے آپ کی خدمت کی جب آپ اس دنیا سے رخصت ہوئے تو اس وقت ان کی عمر بیس سال تھی، نبی ﷺ انہیں اپنا خادم ہی نہیں بلکہ اپنا بیٹا کہا کرتے تھے آپ ﷺ نے آواز دینی ہوتی تو فرماتے: یَا بُنَيَّ ''اے میرے بیٹے!'' اور کبھی اف نہ کہتے اور کئی ایک مفید نصیحتیں بھی کرتے جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا:

((يَا بُنَيَّ إِذَا دَخَلْتَ عَلَى أَهْلِكَ فَسَلِّمْ يَكُونُ بَرَكَةً عَلَيْكَ وَعَلَى

---

[1] مسلم، الأدب، باب نظرة الفجاءة: ٢١٥٩؛ ابو داود: ٢١٤٨؛ الترمذی: ٢٧٧٦۔

أَهْلِ بَيْتِكَ)) [1]

''اے میرے بیٹے! جب تو اپنے گھر میں داخل ہو تو اہل خانہ کو سلام کیا کر وہ سلام تیرے اور تیرے گھر والوں کے لیے خیر و برکت کا سبب ہوگا۔''

یعنی رسول اللہ ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو گھر میں داخلے کے آداب سکھائے اور ساتھ ساتھ اس کے فوائد بھی شمار فرمائے جیسا کہ آپ ﷺ نے ایک صحابی کو ایسے ہی آداب سکھاتے ہوئے فرمایا، حضرت کلدہ بن حنبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

''صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ نے میرے ہاتھ رسول اکرم ﷺ کے لیے دودھ، ہرن کا بچہ اور ککڑی بھیجی اور اس وقت رسول اکرم ﷺ مکہ کے بالائی کنارہ پر جس کو معلیٰ کہتے ہیں، قیام پذیر تھے، کلدہ کہتے ہیں کہ میں آپ کی خدمت میں یونہی چلا گیا تو میں نے آپ کی قیام گاہ میں داخل ہونے سے پہلے سلام کیا اور نہ اندر آنے کی اجازت چاہی، چنانچہ نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا ''واپس جاؤ، یعنی یہاں سے نکل کر دروازہ پر جاؤ اور وہاں کھڑے ہو کر کہو السلام علیکم، کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟'' [2]

⑩ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کی بیٹے کو نصیحت

سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کی پوری کوشش ہوتی کہ اس کا بیٹا وہی کام کرے جس سے نبی کریم ﷺ خوش ہوں اور جو کام آپ ﷺ کی ناراضی کا باعث بنے اس سے دور رہے۔ سیدنا ثابت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا، نبی کریم ﷺ نے ہمیں سلام کہا اور مجھے ایک کام کیلئے بھیجا۔ میں اپنی

---

[1] صحیح ترغیب والترھیب: ۱۶۰۸؛ تخریج الکلم الطیب: ۶۳ حسن صحیح۔

[2] أبوداود،الأدب،باب کیف الاستئذان:۵۱۷۶؛أحمد:۱۵۵۰۳؛الصحیحۃ:۸۱۸،۸۱۹۔

والدہ کے پاس تاخیر سے پہنچا تو اس نے مجھ سے پوچھا:

''آج اتنی تاخیر کیوں ہوئی؟''

میں نے کہا:

''مجھے رسول اللہ ﷺ نے کسی کام پر بھیجا تھا اس لیے تاخیر ہوگئی۔

میری امی نے پوچھا: ''کیا کام تھا؟''

میں نے کہا: ''امی جان! یہ ایک راز کی بات ہے۔''

میری والدہ نے مجھ سے کہا:

''بیٹا! رسول اللہ ﷺ کا راز کسی کو نہ بتانا۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''اے ثابت! اگر میں نے کسی کو رسول اللہ ﷺ کا راز بتانا ہوتا تو تجھے بتاتا۔'' [1]

⑪ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی اپنے بیٹے کو نصیحت

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہیں:

يا بني إذا صليت فصلّ صلاة مودّع لا تظن أنك تعود إليها أبداً، واعلم يا بني أن المؤمن يموت بين حسنتين، حسنة قدمها وحسنة أخرها۔ [2]

''اے بیٹا! ہر نماز الوداعی سمجھ کر پڑھنا اور نماز پڑھتے ہوئے یہ ذہن میں رکھنا کہ تجھے دوبارہ نماز کا موقع نہ مل سکے گا۔ اے میرے بیٹے! خوب ذہن نشین کر لے کہ مومن دو بھلائیوں کے درمیان ہوتا ہے اور دنیا فانی

---

[1] صحیح مسلم:۲۴۸۲۔ [2] صفة الصفوة: ۱/ ۴۹۶۔

سے کوچ کر جاتا ہے۔ ایک بھلائی جو اس نے آگے بھیج دی اور دوسری جس کو اس نے مؤخر کر دیا۔"

اگر ہم میں سے ہر کوئی اپنی نماز کے بارے میں اس منہج پر چلنا شروع کر دے اور اس کی حقیقت کو سمجھ لے تو پھر نماز ایسے ادا کرے جیسے کہ مطلوب ومقصود ہے۔ امام ابوبکر المزنی رحمہ اللہ نماز کی قدر ومنزلت پر درس دیتے ہوئے وصیت فرماتے ہیں:

"جب آپ ارادہ کریں کہ آپ کی نماز آپ کو نفع دے تو اپنے نفس کو مخاطب کر کے کہہ اس کے بعد میں کوئی اور نماز نہ پڑھ سکوں گا۔" [1]

اگر ہم سب اس انداز میں نماز کی ادائیگی شروع کر دیں تو ہمارے احوال بدل جائیں اور معاملات درست ہو جائیں اور ہماری نمازیں بالکل صحیح ہو جائیں چنانچہ صحیح معنوں میں نماز کی ادائیگی انسان کو دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کا شوق دلاتی ہے اور یہی وہ پہلی چیز ہے جس کے بارے میں قبر میں سوال ہوگا۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اگر آپ منصور بن معتمر کو دیکھ لیں کہ وہ نماز کیسے پڑھتے ہیں تو آپ سمجھیں گے کہ یہ ابھی مر جائیں گے۔" [2]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"جب تک آپ نماز کی حالت میں ہیں آپ شہنشاہ کا دروازہ کھٹکھٹا رہے ہیں اور جو شہنشاہ کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اس کے لیے دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔" [3]

---

[1] جامع العلوم والحکم: ٤٦٦۔ [2] صفة الصفوة: ٣/ ١١٤۔

[3] صفة الصفوة: ١/ ٤١٥۔

⑫ سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کی اپنے بیٹے کو نصیحت

ابن ابی درداء رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے والد محترم نے نصیحت کی کہ:

يَا بُنَيَّ لِيَكُنِ الْمَسْجِدُ بَيْتَكَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((الْمَسَاجِدُ بُيُوتُ اللّٰهِ، وَقَدْ ضَمِنَ اللّٰهُ لِمَنْ كَانَتِ الْمَسَاجِدُ بَيْتَهُ بِالرَّوْحِ وَالرَّاحَةِ، وَالْجَوَازِ عَلَى الصِّرَاطِ إِلَى الْجَنَّةِ)) [1]

اے میرے بیٹے! مسجد کو اپنا گھر بنا لے کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ نے فرمایا تھا: ''مساجد اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اس کے سکون و راحت کا ضامن ہے جس نے مساجد کو اپنا گھر بنا لیا (یعنی اکثر وقت مسجدوں میں گزارتا ہے) اور پل (صراط) سے گزر کر جنت میں جانے کے لیے اللہ آسانی فرمائے گا۔''

⑬ سلیمان رضی اللہ عنہ کی اپنے بیٹے کو نصیحت

معتمر بن سلیمان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں کوفہ میں تھا تو میرے والد محترم نے مجھے خط لکھا کہ:

يَا بُنَيَّ، اشْتَرِ الصُّحُفَ وَاكْتُبِ الْعِلْمَ، فَإِنَّ الْمَالَ يَفْنَى وَالْعِلْمَ يَبْقَى۔ [2]

''اے میرے بیٹے! کتابوں کو خریدا کر اور علم کی باتوں کو نوٹ کر لیا کر، کیونکہ مال تو ختم ہو جائے گا لیکن علم ہمیشہ باقی رہے گا۔''

---

[1] البيهقي في شعب الايمان: ٢٦٨٨ اسناده لا بأس به۔

[2] البيهقي في شعب الايمان: ١٦٠١ رجاله ثقات۔

⑭ سلیمان بن داؤد رحمہ اللہ نے اپنے بیٹے کو نصیحت

یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سلیمان بن داؤد رحمہ اللہ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا:

يَا بُنَيَّ، إِيَّاكَ وَالْمِرَاءَ، فَإِنَّ نَفْعَهُ قَلِيلٌ، وَهُوَ يُهِيجُ الْعَدَاوَةَ بَيْنَ الْإِخْوَانِ۔[1]

"اے میرے بیٹے! جھگڑے سے بچ، کیونکہ اس کا فائدہ تھوڑا ہوتا ہے مگر یہ بھائیوں کے درمیان دشمنی کو پیدا کر دیتا ہے۔"

⑮ امام غزالی رحمہ اللہ کی بچوں کے متعلق نصیحت

امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"بچے کو اس بات کا عادی بنایا جائے کہ وہ کسی کی نشست گاہ کے پاس نہ تھوکے، نہ بلغم پھینکے اور جمائی لیتے ہوئے منہ پر ہاتھ رکھے۔ کسی کی طرف پیٹھ کر کے نہ بیٹھے اور نہ ہی پاؤں پر پاؤں رکھے۔ اپنے ہاتھ کو ٹھوڑی کے نیچے رکھ کر اور سر کو کلائی کو سہارا دے کر نہ بیٹھے کیونکہ یہ سستی کی علامت ہے۔ اسے بیٹھنے کا طریقہ سکھائے، اسے زیادہ باتیں کرنے سے منع کرے اور اسے یہ بتائے کہ زیادہ باتیں کرنا بری حرکت اور کمینوں کا کام ہے۔ قسم اٹھانے سے تو بالکل ہی روک دیا جائے خواہ وہ سچی ہو یا جھوٹی، مبادا اسے بچپن سے قسم کھانے کی عادت پڑ جائے۔ اسے بات کرنے میں پہل کرنے سے روکا جائے اور اسے یہ عادت ڈالی جائے کہ وہ صرف دوسرے کی بات کا جواب

---

[1] البیھقی في شعب الایمان: ۸۰۷٦ اسنادہ جید، الدارمي: ۱/۹۱۔

دے اور وہ بھی بقدر ضرورت۔ اگر عمر میں بڑا شخص بات کر رہا ہو تو اسے غور سے سنے اور اپنے سے زیادہ مرتبے والے شخص کی آمد پر احتراماً کھڑا ہو۔ اسے کھلی جگہ دے اور اس کے سامنے ہو کر بیٹھ جائے۔ بچے کو لغو اور فحش کلامی سے بھی روکا جائے۔ لعن طعن اور سب وشتم سے بھی منع کیا جائے کیونکہ برے ہم نشینوں کی یہ عادت اس میں سرایت کر جائے گی۔ بچوں کی تربیت کا بنیادی اصول ہی یہ ہے کہ انہیں برے دوستوں سے بچایا جائے۔" [1]

[1] احیاء العلوم الدین: ۳/۶۲۔

حکیم لقمان کی اپنے بیٹے کو چند نصیحتیں

حکیم لقمان کا مختصر تعارف

ان کا مکمل نام لقمان بن باعوراء بن ناحور بن تارخ بعض نے لقمان بن عنقاء بن سرون کہا ہے۔ سعید بن مسیب رحمہ اللہ کا قول ہے کہ لقمان مصر کے سیاہ فام حبشیوں میں سے تھے۔ ان کے ہونٹ موٹے موٹے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کو حکمت ودانائی عطا کی تھی مگر نبوت نہیں جیسا کہ باری تعالیٰ نے خود ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ﴾ [1]

''اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم نے لقمان کو دانائی عطا کی تھی۔''

یعنی یہ نبی نہیں بلکہ ایک نیک اور موحد آدمی تھے اور درزی کا کام کرتے تھے۔ اللہ ان پر رحمت فرمائے۔ آمین [2]

انہیں علم ومعرفت اور راست بازی جیسے انعامات سے نوازا گیا تھا۔ ان کے بہت زیادہ حکیمانہ مقولے زباں زد عام وخاص ہیں۔

حضرت مجاہد رحمہ اللہ کے بقول حکیم لقمان ایک حبشی غلام تھے۔ ان کے ہونٹ موٹے اور پاؤں پھٹے ہوئے تھے۔ ایک دفعہ مجلس لگائے بیٹھے تھے کہ ایک آدمی آیا اور کہنے لگا: کیا تو وہی شخص نہیں ہے جو فلاں فلاں جگہ پر بکریاں چرایا کرتا تھا۔ انھوں نے کہا: ہاں۔ اس نے پوچھا: پھر تم اس مقام پر کیسے فائز ہو گئے؟ انھوں نے کہا کہ سچ

---

[1] ۳۱/لقمان: ۱۲۔

[2] تفسیر ابن کثیر: ۴۸۶/۳ وتفسیر ابن ابی حاتم، رقم الحدیث: ۱۷۵۳۰۔

بولنے اور فضول کاموں سے اجتناب نے مجھے اس مرتبے پر پہنچایا ہے۔

حضرت خالد بن ربعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حکیم لقمان ایک حبشی غلام اور بڑھئی تھے۔ ان کے مالک نے ان سے کہا: ہمیں یہ بکری ذبح کر دو۔ انھوں نے اس کو ذبح کر دیا۔ پھر وہ کہنے لگا کہ: اس میں سے دو بہترین حصے نکال کر دو۔ انھوں نے اس کی زبان اور دل نکال کر پیش کر دیے۔ کچھ دیر گزری تو مالک نے کہا: اس دوسری بکری کو بھی ذبح کر دو۔ انھوں نے اسے بھی ذبح کر دیا تو مالک نے کہا: اس کے دو بدترین حصے نکال کر دو۔ انھوں نے اس کی بھی زبان اور دل نکال کر پیش کر دیے۔ ان کے مالک نے کہا: میں نے تمھیں کہا تھا اس کے دو بہترین حصے نکال کر دو تم نے دل اور زبان کو نکال کر سامنے کیا، اب میں نے کہا اس کے دو بدترین حصے نکال کر پیش کرو تب بھی تم نے زبان اور دل کو نکال کر پیش کر دیا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ حکیم لقمان نے جواب میں کہا: اگر یہ حصے سنور جائیں تو ان سے بہترین حصہ کوئی نہیں ہے، اگر یہ خراب ہو جائیں تو ان سے بدترین حصہ کوئی نہیں ہے۔

امام قرطبی رحمہ اللہ کے بقول وہ حضرت ایوب علیہ السلام کے بھانجے تھے اور ان کے خالہ زاد بھائی بھی۔ ایک دفعہ انھوں نے ایک آدمی کی طرف گہری نظر سے دیکھتے ہوئے مشاہدہ کیا تو کہنے لگے: اگر تمھیں میرے دو موٹے موٹے ہونٹ دکھائی دے رہے ہیں تو یاد رکھو ان سے رقت آمیز کلام صادر ہوتا ہے اور اگر تم مجھے سیاہ فام ہونے کی وجہ سے دیکھ رہے ہو تو سن لو کہ میرا دل بالکل سفید ہے۔ [1]

حکیم لقمان کے بیٹے کا تعارف

حکیم لقمان کے بیٹے کے نام میں مختلف اقوال ہیں۔ اس کا نام شکم یا انعم یا بابان

---

[1] الجامع لاحکام القرآن: ١٤/٥٦-٥٧۔

تھا۔ حکیم لقمان کی بیوی اور بیٹا پہلے مشرک تھے لیکن حکیم لقمان کی تبلیغ کے نتیجے میں وہ دونوں موحد یعنی توحید پرست بن گئے تھے۔ [1]

⑯ اے بیٹا شرک مت کرنا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝۱۳﴾ [2]

"جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا: اے میرے پیارے بیٹے! اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرنا۔ یقیناً شرک بہت بڑا ظلم ہے۔"

اس مقام پر حکیم لقمان اپنے بیٹے کو خصوصی نصیحت کر رہے ہیں، چونکہ وہ انہیں دنیا بھر سے محبوب تھے اور یہ اس پر دنیا بھر سے زیادہ مشفق ہیں لہٰذا انہوں نے اسے اپنے علم میں سے سب سے عمدہ باتیں بتائیں۔ اسے سب سے پہلی نصیحت یہ کی ہے کہ وہ صرف اس اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائے پھر اسے شرک سے ڈراتے ہوئے کہا "یقیناً شرک سب سے بڑا ظلم ہے۔"

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ [3]

"جو لوگ ایمان دار ہو گئے اور انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم سے ملوث نہ کیا۔"

---

[1] النکت والعیون: ٤/٣٣٣؛ روح البیان: ٧/٩٤۔

[2] ٣١/لقمان: ١٣۔ [3] ٦/الانعام: ٨٢۔

تو ہم نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم میں سے کون سا شخص ہے جس نے اپنے اوپر ظلم نہ کیا ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بات ایسے نہیں ہے جیسے تم کہہ رہے ہو۔ کیا تم نے حکیم لقمان کی اپنے بیٹے کو نصیحت نہیں سنی۔''

﴿ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۣ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝۱۳ ﴾ [1]

''اے میرے پیارے بیٹے! اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرنا یقیناً شرک سب سے بڑا ظلم ہے۔''

یہاں ''شرک'' کو ''ظلم'' سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ایمان کو ''ظلم'' سے ملانے کا مطلب یہ ہے کہ اسے شرک سے ملوث نہ کیا ہو۔ شرک نا قابل معافی جرم ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا ۝۴۸ ﴾ [2]

''اللہ بس شرک ہی کو معاف نہیں کرتا۔ اس کے علاوہ دوسرے جس قدر گناہ ہیں وہ جس کے لیے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے۔ اللہ کے ساتھ جس نے کسی اور کو شریک ٹھہرایا اس نے تو بہت ہی بڑا جھوٹ گھڑا اور بڑے سخت گناہ کی بات کی۔''

شرک کتنا بڑا گناہ ہے اس کا ترمذی شریف کی حدیثِ قدسی سے اندازہ لگائیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ لَوْ أَتَيْتَنِي بِقُرَابِ الْأَرْضِ خَطَايَا ثُمَّ لَقِيتَنِي

---

[1] ۳۱/لقمان: ۱۳۔ [2] ٤/النساء: ٤٨۔

لَا تُشْرِكُ بِي شَيْئًا لَأَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً۔ ❶

''اے آدم کے بیٹے !اگر تم میرے پاس زمین بھراؤ کے برابر گناہ کر کے آؤ اور اس حال میں ملو کہ تم نے شرک نہ کیا ہو تو میں تجھ پر زمین کے بھراؤ کے برابر مغفرت کر دوں گا'' ❶

⑰ ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا مگر۔۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ وَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَّ فِصٰلُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَ لِوَالِدَيْكَ ؕ إِلَيَّ الْمَصِيرُ ﴿۱۴﴾ وَ إِنْ جَاهَدٰكَ عَلَىٰ أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَ صَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا ۫ وَّ اتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ۚ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۱۵﴾﴾ ❷

''اور ہم نے انسان کو جسے اس کی ماں تکلیف پر تکلیف سہہ کر پیٹ میں اٹھائے رکھتی ہے (پھر اس کو دودھ پلاتی ہے) اور دو برس میں اس کا دودھ چھڑانا ہوتا ہے (اپنے نیز) اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید کی ہے کہ میرا بھی شکر کرتا رہ اور اپنے ماں باپ کا بھی (کہ تم کو) میری ہی طرف لوٹ کے آنا ہے، اور اگر وہ تیرے درپے ہوں کہ تو میرے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک کرے جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا نہ ماننا ہاں دنیا (کے کاموں) میں ان کا اچھی طرح ساتھ دینا اور جو شخص میری طرف

---

❶ جامع ترمذی، الدعوات: ۳۵۴۰۔ ❷ ۳۱/لقمان:۱۴۔۱۵۔

رجوع کرے اس کے راستے پر چلنا پھر تم کو میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے
تو جو کام تم کرتے رہے میں سب سے تم کو آگاہ کروں گا۔"

حضرت لقمان دوسری وصیت کرتے ہیں اور وہ بھی دوزخ اور تاکید کے لحاظ سے واقع ایسی ہی ہے کہ اس پہلی وصیت سے ملائی جائے۔ یعنی ماں باپ کے ساتھ سلوک واحسان کرنا یعنی تیرا رب یہ فیصلہ فرما چکا ہے کہ اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک واحسان کرتے رہو۔ عموماً قرآنِ کریم میں ان دونوں چیزوں کا بیان ایک ساتھ ہے، ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَ قَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِیْمًا ۝ وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا ؕ ۝ ﴾ [1]

"اور تمہارے رب نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کیساتھ بھلائی کرتے رہو، اگر ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو اُن کو اُف تک نہ کہنا اور نہ اُنہیں جھڑکنا، اور ان سے بات ادب سے کرنا اور عجز و نیاز سے اُن کے آگے جھکے رہو اور اُن کے حق میں دعا کرو کہ اے اللہ! جیسا انہوں نے مجھے بچپن میں (شفقت سے) پرورش کیا ہے تو بھی اُن (کے حال) پر رحمت فرما۔"

والدین سے حسن سلوک کی تلقین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی ایک مقامات پر فرمائی ہے اور والدین کی نافرمانی کرنے پر وعید بھی سنائی ہے۔

---

[1] ۱۷/الاسراء: ۲۳۔۲۴۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ سَرَّهُ أَن يُمَدَّ لَهُ فِي عُمُرِهِ وَيُزَادَ لَهُ فِي رِزْقِهِ فَلْيَبَرَّ وَالِدَيْهِ وَلْيَصِلْ رَحِمَهُ)) [1]

"جسے اچھا لگے کہ اس کی عمر لمبی ہو جائے اور اس کے رزق کو بڑھا دیا جائے تو وہ اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرے اور اپنی رشتہ داری کو ملائے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَيْحَكَ ! الْزَمْ رِجْلَهَا فَثَمَّ الْجَنَّةُ)) [2]

"تیرا کچھ نہ رہے (ہائے افسوس) اپنی ماں کے قدموں سے چمٹ جا! جنت وہیں ہے۔"

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تین آدمی ایسے ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نہ تو نفلی عبادت قبول فرماتے ہیں اور نہ ہی فرضی۔

عَاقٌّ

والدین کا نافرمان

مَنَّانٌ

احسان جتلانے والا

وَمُكَذِّبٌ بِالْقَدَرِ

اور تقدیر کو جھٹلانے والا" [3]

---

[1] مسند أحمد: ٣/٢٦٦؛ صحیح الترغیب والترھیب: ٢٤٨٨۔

[2] ترمذی: ٢٧٨١ وابن ماجه: ٢٧٨١۔

[3] صحیح الترغیب، البر والصلة، باب الترھیب من عقوق الوالدین: ٢٥١٣۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((رَغِمَ اَنْفُهُ، ثُمَّ رَغِمَ اَنْفُهُ، ثُمَّ رَغِمَ اَنْفُهُ)) قِيْلَ: مَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم؟ قَالَ: ((مَنْ اَدْرَكَ اَبَوَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ، اَحَدَهُمَا اَوْ كِلَيْهِمَا، فَلَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ)) [1]

''ناک خاک آلود ہو، پھر ناک خاک آلود ہو، پھر ناک خاک آلود ہو اس شخص کی جس نے بڑھاپے میں اپنے والدین کو پایا، ان میں سے ایک کو یا دونوں کو اور پھر (بھی ان کی خدمت کر کے) جنت میں نہیں گیا۔''

آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر تمہارے ماں باپ تمہیں اسلام کے سوا اور دین قبول کرنے کو کہیں۔ گو وہ تمام تر طاقت خرچ کر ڈالیں خبردار تم ان کی مان کر میرے ساتھ ہرگز شرک نہ کرنا۔ لیکن اس کا یہ بھی مطلب نہیں کہ تم ان کیساتھ سلوک واحسان کرنا چھوڑ دو نہیں، دنیوی حقوق جو تمہارے ذمہ انکے ہیں ادا کرتے رہو۔ ایسی باتیں ان کی نہ مانو بلکہ ان کی تابعداری کرو جو میری طرف رجوع کر چکے ہیں۔ سن لو! تم سب لوٹ کر ایک دن میرے سامنے آنے والے ہو اس دن میں تمہیں تمہارے تمام تر اعمال کی خبر دونگا۔

حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ میں اپنی ماں کی بہت خدمت کیا کرتا تھا اور ان کا پورا اطاعت گزار تھا۔ جب مجھے اللہ نے اسلام کی طرف ہدایت کی تو میری والدہ مجھ پر بہت بگڑیں اور کہنے لگی بچے یہ نیا دین تو کہاں سے نکال لایا۔ سنو میں تمہیں حکم دیتی ہوں کہ اس دین سے

---

[1] صحیح مسلم، البر وصلة والادب، باب رغم انف من...الخ: ٢٥٥١؛ مسند احمد: ٨٥٦٥۔

دستبردار ہو جاؤ ورنہ میں نہ کھاؤں گی نہ پیوں گی اور یونہی بھوکی مر جاؤنگی۔ میں نے اسلام کو چھوڑا نہیں اور میری ماں نے کھانا پینا ترک کر دیا اور ہر طرف سے مجھ پر آوازیں کسنے لگیں کہ یہ اپنی ماں کا قاتل ہے۔ میں بہت ہی دل میں تنگ ہوا اپنی والدہ کی خدمت میں بار بار عرض کیا خوشامدیں کیں سمجھایا کہ اللہ کے لئے اپنی ضد سے باز آجاؤ۔ یہ تو ناممکن ہے کہ میں اس سچے دین کو چھوڑ دوں۔ اسی ضد میں میری والدہ پر تین دن کا فاقہ گزر گیا اور اس کی حالت بہت ہی خراب ہوگئی تو میں اس کے پاس گیا اور میں نے کہا میری اچھی اماں جان سنو! تم مجھے میری جان سے زیادہ عزیز ہو لیکن میرے دین سے زیادہ عزیز نہیں۔ واللہ ایک نہیں تمہاری ایک سو جانیں بھی ہوں اور اسی بھوک پیاس میں ایک ایک کر کے سب نکل جائیں تو بھی میں آخری لمحہ تک اپنے سچے دین اسلام کو نہ چھوڑونگا۔ اب میری ماں مایوس ہوگئیں اور کھانا پینا شرع کر دیا۔ [1]

⑱ بیٹا خیال رکھ ہر چیز اللہ کے علم میں ہے

حکیم لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت فرماتے ہیں:

﴿يٰبُنَيَّ اِنَّهَاۤ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ۝۱۶﴾ [2]

”اے میرے پیارے بیٹے! حقیقت یہ ہے کہ اگر رائی کے دانے کے برابر بھی کوئی چیز کسی بے سوراخ پتھر یا آسمان وزمین میں کہیں بھی ہو اللہ تعالیٰ اسے ضرور لے آئے گا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ باریک بین اور خبر گیر ہے۔“

امام ابن کثیر رحمہ اللہ اس کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر یہ ذرے کے

---

[1] تفسیر ابن کثیر: ٤/٢٣١؛ اسد الغابہ: ٢/٢١٦۔ [2] ٣١/لقمان: ١٦۔

برابر کام کسی محفوظ و مصون بے سوراخ پتھر میں ہو یا آسمان و زمین کے کسی بھی حصے میں چھپا ہو تو بھی اللہ تعالیٰ اسے پیش کر دیں گے کیونکہ کوئی بھی چھپنے والی چیز اس سے چھپ نہیں سکتی۔ آسمان و زمین کی رائی کے برابر بھی کوئی چیز اس سے چھپی ہوئی نہیں ہے۔ اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ باریک بین اور خبر گیر ہے یعنی اس کا علم انتہائی لطیف و شفاف ہے کوئی چیز کتنی ہی باریک اور لطافت آمیز کیوں نہ ہو، اس سے چھپ نہیں سکتی۔ وہ تو تاریک رات میں چلنے والی چیونٹی کی آہٹ سے بھی آگاہ ہے۔ [1]

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حکیم لقمان کے بیٹے نے ان سے دریافت کیا کہ اگر میں کوئی گناہ کروں ایسی جگہ پر کہ یہاں مجھے کوئی نہیں دیکھ رہا تو اس کا علم اللہ کو کیسے ہوگا۔؟ انھوں نے یہ آیت پڑھ کر اسے جواب دیا۔ [2]

⑲ اے بیٹا نماز کی پابندی کرنا

حکیم لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت فرماتے ہیں:

﴿ یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ ﴾ [3]

”اے میرے پیارے بیٹے! نماز کی پابندی کرو۔“

”نماز قائم کرنے“ کا مطلب یہ ہے کہ اس کے حدود و فرائض اور اوقات کا خیال رکھیں۔

انسان کی تخلیق کا مقصد عبادت ہے اور عبادات میں اہم ترین عبادت نماز ہے یہ وہ فریضہ ہے جس کے متعلق سب سے پہلے باز پرس ہوگی۔ نماز دین کا ستون ہے، جنت کی کنجی، ارکان اسلام میں سے ایک اور بندہ مومن اور کافر کے درمیان فرق

---

[1] تفسیر ابن کثیر: ٢٣٣/٤۔

[2] الجامع لاحکام القرآن: ٦٣/١٤۔ [3] ٣١/لقمان: ١٧۔

کرنے والی چیز ہے۔ اسی لیے دورِ رسالت میں مسلمان ہونے والے کو سب سے پہلے نماز سکھائی جاتی۔ نماز آنکھوں کی ٹھنڈک اور تمام صغیرہ گناہوں کو مٹا دینے والی ہے اور نماز کی ادائیگی عمر کے دسویں سال کے بعد فرض ہو جاتی ہے۔ زندگی کے آخری لمحات تک ہر صورت میں ادا کرنے کا حکم ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ ارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝ ﴾ 1

''اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔''

گناہوں کے کفارے کے لیے بہترین چیز نماز ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''دیکھو اگر کسی کے دروازے پر ایک نہر بہتی ہو اور وہ اس میں روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو تو کیا اس کے بدن پر میل باقی رہ جائے گی۔ عرض کیا گیا نہیں بالکل نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسی طرح پانچوں نمازوں کی بھی مثال ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔'' 2

نماز اس کے ادا کرنے میں سستی اور کاہلی نفاق کی علامت اور اس کا ترک کفر کی نشانی بتائی گئی ہے۔ بے نماز انسان روز قیامت جہنم کے عذابوں سے دو چار ترک صلاۃ کی وجہ سے کیا جائے گا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ)) 3

''بندے اور کفر کے درمیان نماز چھوڑ دینے ہی کا فاصلہ ہے۔''

---

1 ۲/البقرۃ:۴۳۔ 2 جامع ترمذی: ۲۸۶۸ حدیث حسن صحیح۔

3 صحیح مسلم، الإیمان، باب بیان إطلاق اسم الکفر علی من ترک الصلاۃ: ۸۲۔

⑳۔㉑ نیکی کا حکم دیا کر اور برائی سے روکا کر

حکیم لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت فرماتے ہیں:

﴿ يٰبُنَيَّ ... وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ ﴾ [1]

''اے میرے پیارے بیٹے! نیکی کی بات کہو اور برائی سے منع کرو۔''

اپنی ہمت و استطاعت کے مطابق لوگوں کو نیک کام کرنے اور برے کاموں سے باز رہنے کی تلقین کریں۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ﴾ [2]

''تم بہترین امت ہو۔ جنہیں لوگوں کی (ہدایت) کے لئے نکالا گیا ہے تم نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہو۔''

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ﴾ [3]

اے پیغمبر! عفو و درگزر اختیار کر نیکی کا حکم دے اور جاہلوں سے اعراض کر۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ﴾ [4]

''مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہیں۔''

---

[1] ۳۱/لقمان: ۱۷۔ [2] ۳/آل عمران: ۱۱۰۔

[3] ۷/الاعراف: ۱۹۹۔ [4] ۹/التوبہ: ۷۱۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے:

((مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ)) [1]

''جو شخص تم میں سے کسی برائی کو (ہوتے) دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے بدل (روک) دے۔ اگر (ہاتھ سے روکنے کی) طاقت نہیں ہے تو زبان سے (اس کی برائی واضح کرے) اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل سے (اسے برا جانے) اور ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔''

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس شخص کی مثال جو اللہ کی حدود کو قائم کرنے والا ہے اور اس کی جو ان حدوں میں مبتلا ہونے (انہیں پامال کرنے) والا ہے ان لوگوں کی طرح ہے (جو ایک کشتی پر سوار ہوئے) انہوں نے کشتی کے (اوپر اور نیچے والے حصوں کے لئے) قرعہ اندازی کی، پس ان میں سے بعض اس کی بالائی منزل پر اور بعض نچلی منزل پر بیٹھ گئے۔ نچلی منزل والوں کو جب پانی لینے کی طلب ہوتی تو وہ اوپر آتے اور بالانشینوں پر سے گزرتے (جو انہیں ناگوار گزرتا) چنانچہ نچلی منزل والوں نے سوچا کہ اگر ہم اپنے نچلے حصے میں سوراخ کرلیں (تاکہ اوپر جانے کی بجائے، سوراخ سے ہی پانی لے لیں) اور اپنے اوپر والوں کو تکلیف نہ دیں (تو کیا اچھا ہو) پس اوپر والے نیچے والوں کو ان کے اس ارادے پر چھوڑ دیں (انہیں سوراخ

[1] صحیح مسلم، الایمان: ٤٩۔

کرنے سے نہ روکیں اور وہ سوراخ کرلیں) تو سب کے سب ہلاک ہو جائیں گے (کیونکہ سوراخ کے ہوتے ہی ساری کشتی میں پانی جمع ہو جائے گا، جس سے کشتی تمام مسافروں سمیت غرق آب ہو جائے گی) اور اگر وہ ان کے ہاتھوں کو پکڑ لیں گے (سوراخ نہیں کرنے دیں گے) تو وہ خود بھی اور دوسرے تمام مسافر بھی بچ جائیں گے۔" [1]

(22) اے بیٹا مصائب پر صبر کرنا

حضرت لقمان علیہ السلام اپنے بیٹے کو نصیحت فرماتے ہیں:

﴿ یٰبُنَیَّ ... وَاصْبِرْ عَلٰی مَآ اَصَابَکَ ؕ اِنَّ ذٰلِکَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴾ [2]

"اے میرے پیارے بیٹے! اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچے تو اس پر صبر کر، یہ بہت بڑے کاموں میں سے ہے۔"

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دینے والے کو لوگوں کی طرف سے اذیت ضرور ہوتی ہے، اسی لیے اس پر صبر کی تلقین کی گئی ہے۔

کچھ مفسرین نے کہا ہے کہ اس دنیا میں پیش آمدہ بیماریوں اور دکھوں پر صبر کرنا مراد لیا گیا ہے یعنی انسان کو اس قدر آہ و فغاں کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا ارتکاب کر بیٹھے۔ یہ بھی اچھی تفسیر ہے کیونکہ یہ زیادہ جامع ہے۔ بظاہر یہ معلوم ہو رہا ہے کہ "ذلک" سے مراد نماز کی پابندی، امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور دنیا میں دیگر پیش آمدہ مشکلات پر صبر و تحمل کا مظاہرہ ہے۔ یہ سب کام عزم و ہمت کے متقاضی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

---

[1] صحیح بخاری، الشرکة، باب هل یقرع فی القسمة؟: ۲۴۹۳۔

[2] ۳۱/لقمان: ۱۷۔

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَ صَابِرُوْا ﴾ 1

''اے ایمان والو! صبر کرو اور دشمن کے مقابلے میں ڈٹے جمے رہو۔''

﴿ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ ﴾ 2

''صبر کرنے والوں کو ان کا پورا اجر دیا جائے گا بغیر حساب کے۔''

﴿ وَ لَمَنْ صَبَرَ وَ غَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝ ﴾ 3

''اور البتہ جس شخص نے صبر کیا اور معاف کر دیا بلاشبہ یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَمَن يَتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللّٰهُ، وَمَا أُعْطِيَ أَحَدٌ عَطَاءً خَيْرًا وَأَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ)) 4

''اور جو صبر کا دامن پکڑتا ہے اللہ اسے صبر کی توفیق دے دیتا ہے اور کوئی شخص ایسا عطیہ نہیں دیا گیا جو صبر سے زیادہ بہتر اور وسیع تر ہو۔''

حضرت ابو یحییٰ صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤمِنِ اِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ لَهُ خَيْرٌ، وَلَيْسَ ذَلِكَ لِأَحَدٍ اِلَّا لِلْمُؤْمِنِ: إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ، وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ)) 5

---

1 ۳/آل عمران: ۲۰۰۔ 2 ۳۹/الزمر: ۱۰۔ 3 ٤۲/الشوریٰ: ٤۳۔

4 صحیح بخاری، الزکوۃ، باب الاستعفاف عن المسالۃ: ۱٤٦۹؛ صحیح مسلم: ۱۰۵۳۔ 5 صحیح مسلم، الزھد، باب المومن امرہ کلہ خیر: ۲۹۹۹

''مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے۔اس کے ہر کام میں اس کیلیئے بھلائی ہے اور یہ چیز مومن کے سوا کسی کو حاصل نہیں۔اگر اسے خوش حالی نصیب ہو اس پر اللہ کا شکر کرتا ہے،تو یہ شکر کرنا بھی اس کیلیئے بہتر ہے (یعنی اس میں اجر ہے)اور اگر اسے تکلیف پہنچے،تو صبر کرتا ہے،تو یہ صبر کرنا بھی اس کیلیئے بہتر ہے (کہ صبر بھی بجائے خود نیک عمل اور باعث اجر ہے)

23 لوگوں سے خندہ پیشانی سے پیش آنا

حکیم لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت فرماتے ہیں:

﴿وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ﴾ [1]

''اور (از راہِ غرور) لوگوں سے گال نہ پھلانا۔''

امام قرطبی رحمہ اللہ کے ہاں اس کا مفہوم یہ ہے کہ تم تکبر اور خود پسندی کی بنا پر لوگوں کو حقیر سمجھتے ہوئے ان سے رخ نہ پھیرو۔ [2]

اس آیت مبارکہ سے مراد دوسروں کے ساتھ محبت والفت اور خندہ پیشانی سے پیش آنا ہے اور یہ بہت بڑی نیکی ہے،رسول اللہ نے فرمایا:

((لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَيْئًا وَلَوْ اَنْ تَلْقَى أَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ)) [3]

''کسی بھی نیکی کے کام کو معمولی نہ سمجھو،خواہ اپنے بھائی سے کشادہ چہرے سے ملنا ہی کیوں نہ ہو۔''

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہوگا۔''

---

[1] ۳۱/لقمان: ۱۸۔ [2] الجامع لاحکام القرآن: ۱۴/۶۵۔

[3] صحیح مسلم: ۲۶۲۶۔

یہ سن کر ایک شخص نے عرض کیا: کوئی آدمی یہ پسند کرتا ہے کہ اس کا لباس عمدہ ہو اور اس کے جوتے اچھے ہوں (کیا یہ تکبر ہے۔؟) آپ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ جمیل ہے، یعنی خوبصورت اور آراستہ ہے اور جمال یعنی اچھائی و آراستگی کو پسند کرتا ہے اور تکبر تو یہ ہے کہ حق بات کو ہٹ دھرمی کے ساتھ نہ مانا جائے اور لوگوں کو حقیر و ذلیل سمجھا جائے۔'' [1]

㉔ بیٹا کبھی بھی تکبر نہ کرنا

حکیم لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت فرماتے ہیں:

﴿وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ﴾ [2]

''اور زمین پر اکڑ کر نہ چلو کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی متکبر اور فخر کرنے والے کو پسند نہیں فرماتا۔''

''زمین پر اکڑ کر نہ چلو'' کے بارے میں امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد بے مقصد اور خود پسند ہو کر چلنا ہے۔ کیونکہ ایسے اخلاق کے مالک فخر اور تکبر میں ضرور مبتلا ہوتے ہیں۔ لہٰذا ''مرح'' وہ شخص ہوتا ہے جو چال ڈھال میں تکبر کا اظہار کرے۔ اور ''فخور'' وہ ہوتا ہے جو لوگوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ انعامات شمار کرتا رہے اور اس کا شکر ادا نہ کرے۔ یہ تفسیر امام مجاہد رحمہ اللہ نے کی ہے۔ [3]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي فِي حُلَّةٍ، تُعْجِبُهُ نَفْسُهُ، مُرَجِّلٌ جُمَّتَهُ، إِذْ

---

[1] مسلم، الأيمان، باب تحريم الكبر وبيانه: ٢٦٥؛ ترمذی: ١٩٩٩۔

[2] ٣١/لقمان: ١٨۔ [3] الجامع لاحكام القرآن: ١٤/٦٦۔

خَسَفَ اللّٰهُ بِهِ، فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)) [1]

"(بنی اسرائیل میں) ایک آدمی تھا جو ایک دن عمدہ چوغہ (قمیص) پہن کر، بالوں کو کنگھی کر کے تکبر کے ساتھ اکڑ اکڑ کر چل رہا تھا (اللہ کو اس کی چال بری لگی)۔ اللہ تعالیٰ نے اسے زمین میں دھنسا دیا اور وہ قیامت تک زمین میں دھنستا جا رہا ہے۔"

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے اور وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

"قیامت کے دن تکبر کرنے والوں کو چھوٹی چیونٹیوں کی طرح مردوں کی صورت میں جمع کیا جائے گا یعنی ان کی شکل مردوں کی سی ہوگی لیکن جسم وجثہ چیونٹیوں کی مانند ہوگا اور ہر طرف سے ذلت وخواری ان کو بری طرح گھیرے گی پھر ان کو جہنم کے ایک قید خانہ کی طرف کہ جس کا نام بولس ہے ہانکا جائے گا۔ وہاں آگ ان پر چھا جائیگی۔ اور دوزخیوں کا نچوڑ یعنی دوزخیوں کے بدن سے بہنے والا خون، پیپ اور کچ لہو ان کو پلایا جائیگا۔ جس کا نام طینت الخبال ہے۔" [2]

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو روح جسم سے جدا ہوئی اور وہ تین چیزوں سے بری تھی تو وہ جنت میں داخل ہوگی (وہ تین یہ ہیں)

مِنَ الْكِبْرِ تکبر
وَالْغُلُوْلِ خیانت

---

[1] صحيح بخاری، اللباس: ٥٧٨٩۔

[2] جامع ترمذی، صفة القيامة والرقائق والورع: ٢٤٩٢؛ أحمد: ١٧٩/٢، ٦٦٧٧۔

وَالدَّيْنِ قرض ❶

㉕ اے بیٹا ہمیشہ میانہ روی اختیار کرنا

حکیم لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت فرماتے ہیں:

﴿وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ﴾ ❷

''تم اپنی چال میں میانہ روی اختیار کرو۔''

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حکیم لقمان نے اپنے بیٹے کو برے اخلاق سے منع کرنے کے بعد عمدہ اخلاق اپنانے کا سبق دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ تم اپنی چال میں میانہ روی اختیار کرو۔ ❸

میانہ روی سے مراد یہ ہے کہ نہ زیادہ تیز چلو اور نہ ہی بالکل آہستہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی فرمان ہے کہ تیز رفتاری مومن کی شان ختم کر دیتی ہے۔ البتہ ایک حدیث میں یہ بیان ہوا ہے کہ جب آپ چلتے تو سبک رفتاری سے چلتے تھے۔ اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ وہ تیز رفتار ہو کر چلتے تھے۔ ان احادیث سے مراد انتہائی سست رفتاری کو چھوڑ کر تیز چلنا ہے۔ حقیقی علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مذکورہ بالا عادات اپنانے والے کی تعریف سورۂ فرقان میں بھی کی ہے:

﴿وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا﴾ ❹

''رحمٰن کے بندے زمین پر عاجزی سے چلتے ہیں۔''

---

❶ ابن ماجه، الصدقات، باب من ادان دينا: ٢٤١٢؛ صحيح الترغيب: ١٣٥١۔

❷ ٣١/لقمان: ١٩۔ ❸ الجامع لاحكام القرآن: ١٤/٦٦۔ ❹ ٢٥/الفرقان: ٦٣۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ الدِّیْنَ یُسْرٌ، وَلَنْ یُشَادَّ الدِّیْنُ اِلَّا غَلَبَهُ، فَسَدِّدُوا وَقَارِبُوا وَاَبْشِرُوا، وَاسْتَعِیْنُوا بِالْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ وَشَيْءٍ مِنَ الدُّلْجَةِ))

''یقینا دین آسان ہے اور جو دین میں بے جا سختی کرتا ہے تو دین اس پر غالب آ جاتا ہے پس تم سیدھے راستے پر رہو اور میانہ روی اختیار کرو اور اپنے رب کی طرف سے ملنے والے اجر پر خوش ہو جاؤ اور صبح وشام اور رات کے کچھ حصے کی (عبادت) سے مدد حاصل کرو۔''

بخاری ہی کی ایک اور روایت ہے:

((سَدِّدُوا وَقَارِبُوا وَاغْدُوْا وَرُوْحُوا، وَشَيْءٌ مِنَ الدُّلْجَةِ، الْقَصْدَ الْقَصْدَ تَبْلُغُوا)) [1]

''سیدھے راستے پر رہو، میانہ روی اختیار کرو، تم منزل مقصود کو پہنچ جاؤ گے۔''

㉖ اے بیٹا اپنی آواز میں دھیماپن رکھنا

حکیم لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت فرماتے ہیں:

﴿ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ﴾ [2]

''اور آواز کو دھیما رکھو، کیوں کہ سب سے بدترین آواز گدھے کی آواز ہے۔''

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ تکلف کے ساتھ آواز کو اونچا نہ کرو، اسے بقدر ضرورت بلند کرو کیونکہ ضرورت سے زائد آواز بلند کرنا بھی

---

[1] صحیح بخاری، المرضی، باب تمنی المریض الموت: ٥٦٧٣، ٢٦.

[2] ٣١/لقمان: ١٩۔

باعث اذیت ہے۔ان دونوں کا اصل مقصد عجز وانکساری ہے۔

﴿إِنَّ أَنكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ﴾ ❶

امام قرطبی رحمہ اللہ اس کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ انتہائی بدترین اور انتہائی وحشت ناک آواز گدھے کی آواز ہے کیونکہ گدھا منہ پھاڑ کر آواز نکالتا ہے لہذا اسی لیے اس سے تشبیہ دی گئی ہے کہ کوئی ایسی آواز نہ نکالے۔ ❷

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا:

''جب تم مرغ کی آواز سنو تو اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کا سوال کرو کیونکہ وہ فرشتوں کو دیکھتا ہے اور جب تم گدھے کی آواز سنو تو شیطان سے اللہ کی پناہ مانگو کیونکہ وہ شیطان کو دیکھتا ہے۔'' ❸

یعنی حکیم لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت فرماتے ہیں کہ زیادہ شور مچانا، چیخنا چلانا اور منہ پھاڑ کر گدھوں کی طرح آوازیں نکالنا اچھے بچوں کی نشانی نہیں ہے۔

㉗ اے بیٹا ہمیشہ اللہ سے توبہ کرنا

عثمان بن زایدہ سے مروی ہے کہ حکیم لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا:

يَا بُنَيَّ لَا تُؤَخِّرِ التَّوْبَةَ، فَإِنَّ الْمَوْتَ يَأْتِي بَغْتَةً۔ ❹

''اے میرے بیٹے! توبہ کو مؤخر مت کر، کیونکہ موت تو اچانک آجاتی ہے۔''

---

❶ ٣١/لقمان: ١٩۔ ❷ الجامع لاحكام القرآن: ٦٧/١٤۔

❸ صحيح بخاری: ٣٣٠٣؛ مسلم: ٢٧٢٩۔

❹ البیهقی فی شعب الایمان: ٦٨٠٢ واسناده موثقون۔

حکیم لقمان اپنے بیٹے کو ایک اہم امر کی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں کہ بیٹا موت کا پتہ نہیں کب آ جائے لہذا ہر وقت اللہ سے گناہوں کی توبہ کیا کر کہیں اس امید سے کہ ابھی بہت وقت پڑا ہے توبہ کو موخر مت کرنا۔ اللہ تعالیٰ کا قرآن بھی اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ اَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْ لَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَ اَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَ لَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ؕ وَ اللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ ﴾ [1]

''اور جو (مال) ہم نے تم کو دیا ہے اس میں سے اس (وقت) سے پیشتر خرچ کر لو کہ تم میں سے کسی کی موت آ جائے تو (اس وقت) کہنے لگے کہ اے میرے پروردگار! تو نے مجھے تھوڑی سی مہلت اور کیوں نہ دی؟ تا کہ میں خیرات کر لیتا اور نیک لوگوں میں داخل ہو جاتا اور جب کسی کی موت آ جاتی ہے تو اللہ اس کو ہرگز مہلت نہیں دیتا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے خبر دار ہے۔''

﴿ وَ لَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّ لٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۝ ﴾ [2]

''اور اگر اللہ لوگوں کو ان کے ظلم کے سبب پکڑنے لگے تو ایک جاندار کو زمین پر نہ چھوڑے لیکن ان کو ایک وقت مقرر تک مہلت دیے جاتا ہے، جب

---

[1] ٦٣/المنافقون:١٠-١١- [2] ١٦/النحل:٦١-

وہ وقت آ جاتا ہے تو ایک گھڑی نہ پیچھے رہ سکتے ہیں نہ آ گے بڑھ سکتے ہیں۔"

ہر وقت توبہ کرتے رہنا چاہئے نا جانے کب موت آ جائے اور اگر توبہ کی ہوئی تو اللہ سب گناہ معاف کرنے والا ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اعْتَرَفَ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ)) [1]

"بندہ جب (گناہ کا) اعتراف کر لے، پھر توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتے ہیں۔"

(28) اے بیٹا نیک ہم نشین بنانا

بسام سے مروی ہے کہ حکیم لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ:

يَا بُنَيَّ جَالِسِ الصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِاللّٰهِ، فَإِنَّكَ سَتُصِيبُ بِمُجَالَسَتِهِمْ خَيْرًا، وَلَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ فِي آخِرِ ذٰلِكَ أَنْ تَنْزِلَ الرَّحْمَةُ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ فَتُصِيبَكَ مَعَهُمْ۔ [2]

"اے میرے بیٹے! ہمیشہ اللہ کے بندوں میں سے نیک لوگوں کی مجلس میں بیٹھا کر، یقیناً تجھے ان کی مجلس سے بھلائی ملے گی اور ہو سکتا ہے کہ مجلس کے آخر میں اہل مجلس پر رحمت کا نزول ہو اور تو ان کے درمیان موجود ہو اور تجھ پر بھی رحمت برس پڑے۔"

گویا حکیم لقمان اپنے بیٹے کو اچھی مجلس میں بیٹھنے اور بری مجلس سے دور رہنے کی تلقین کر رہے ہیں کیونکہ اچھے لوگوں سے دوست اور ان سے ملنے جلنے سے آدمی ہمیشہ

---

[1] بخاری، المغازی، باب حدیث الافک: ٤١٤١۔

[2] البیهقی فی شعب الایمان: ٨٦٤٤؛ ابو نعیم فی الحلیة: ٣٠١/٢ اسناده جید۔

اچھائی ہی پاتا ہے لیکن برے لوگوں سے دوستی اور ان کے ساتھ رہنے سے سوائے کیچڑ کے کچھ نہیں ملتا۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی اس کی عمدہ مثال دے کر بات سمجھائی ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَثَلُ الْجَلِيسِ الصَّالِحِ وَالسُّوْءِ كَحَامِلِ الْمِسْكِ وَنَافِخِ الْكِيرِ فَحَامِلُ الْمِسْكِ إِمَّا أَنْ يُحْذِيَكَ وَإِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا طَيِّبَةً وَنَافِخُ الْكِيرِ إِمَّا أَنْ يُحْرِقَ ثِيَابَكَ وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ رِيحًا خَبِيثَةً)) [1]

''نیک اور اچھے دوست اور برے دوست کی مثال کستوری اٹھانے والے اور بھٹی جلانے والے کی طرح ہے کستوری اٹھانے والا یا تو تجھے خوشبو ہبہ کردے گا یا تو اس سے خریدے گا اور اگر خریدے گا نہیں تو تجھے اس سے خوشبو آتی رہے گی اور بھٹی جلانے والا یا تو تیرے کپڑے جلا دے گا یا تو اس سے برا دھواں یا بری بو پائے گا۔''

یہاں ایک بات یہ بھی یاد رکھیں کہ بسا اوقات آدمی کو کسی اچھی مجلس اور نیکوں کی صحبت کی وجہ سے ہی بڑی قیمتی نصیحتیں اور بہت فائدہ ہو جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو صرف اس لیے معاف کر دیا کہ وہ نیک لوگوں کے پاس بیٹھا تھا۔ لمبی حدیث ایسے ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے راستوں میں (اللہ کا) ذکر کرنے والوں کو ڈھونڈتے رہتے ہیں اور جب ان کو اللہ کا ذکر کرنے والے مل جاتے ہیں تو وہ (اپنے ساتھی

---

[1] صحيح بخاري، الذبائح والصيد، باب المسك: ٥٥٣٤۔

فرشتوں کو) پکارتے ہیں کہ ادھر آؤ تمہارا مقصود حاصل ہو گیا (یعنی اللہ کا ذکر کرنے والے مل گئے)'' پھر فرمایا: ''یہ فرشتے ان لوگوں کو اپنے پروں سے ڈھانک لیتے ہیں اور آسمان دنیا تک (تہ بہ تہ پہنچ جاتے ہیں)''

پھر فرمایا: ''(ذکر کی مجلس برخواست ہونے کے بعد جب یہ فرشتے اللہ کے پاس پہنچتے ہیں تو) اللہ تعالیٰ ان سے دریافت کرتا ہے، حالانکہ وہ ان سے زیادہ واقف ہوتا ہے کہ میرے بندے کیا کہہ رہے تھے۔

یہ کہتے ہیں کہ (اے اللہ!) تیری تسبیح وتکبیر اور حمد وثنا کر رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ (اے فرشتو!) کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے۔؟

فرشتے کہتے ہیں: نہیں واللہ! انہوں نے آپ کو نہیں دیکھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: اگر وہ مجھے دیکھتے تو ان کی کیا کیفیت ہوتی۔؟

فرشتے کہتے ہیں کہ: اگر وہ آپ کو دیکھ لیتے تو اس سے کہیں زیادہ آپ کی حمد وثنا اور تسبیح وتقدیس بیان کرتے۔''

نبی ﷺ نے فرمایا: ''پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اے فرشتو) وہ مجھ سے کس چیز کا سوال کر رہے تھے۔؟

فرشتے کہتے ہیں کہ: وہ آپ ﷺ سے جنت مانگ رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے۔؟ جو اس کی طلب کرتے ہیں۔؟

فرشتے کہتے ہیں کہ نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر دیکھتے تو کیا ہوتا۔

فرشتے کہتے ہیں کہ: اگر وہ جنت دیکھ لیتے تو بہت شدت سے اس کی خواہش

کرتے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں سے کہتا کہ وہ کس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے۔؟

فرشتے کہتے ہیں کہ: وہ دوزخ سے پناہ مانگ رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے۔؟

فرشتے کہتے ہیں کہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر اس کو دیکھتے تب ان کی کیا کیفیت ہوتی۔؟

فرشتے کہتے ہیں کہ اگر اس کو دیکھتے تو اس سے زیادہ بچتے اور بہت ہی خوف کرتے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

((فَإِنِّي أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ))

"(اے فرشتو!) میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ ان لوگوں کو میں نے معاف کردیا ہے۔"

پھر ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے کہ ان کے ذکر کرنے والے لوگوں میں سے ایک آدمی ذکر کرنے والوں میں سے نہیں تھا بلکہ کسی ضرورت سے وہاں چلا گیا تھا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

((هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقَى بِهِمْ جَلِيسُهُمْ)) [1]

"وہ ایسے لوگ ہیں کہ جن کا ہم نشیں بھی محروم نہیں رہتا۔"

(29) ہمیشہ اللہ پر اطمینان رہنا

عون بن عبد اللہ رحمہ اللہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ حکیم لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا:

---

[1] بخاری، الدعوات، باب فضل ذکر الله عزوجل: ٦٤٠٨۔

يَا بُنَيَّ أُرْجُ اللّٰهَ رَجَاءً لَا تَأْمَنْ فِيهِ مَكْرَهُ، وَخِفِ اللّٰهَ مَخَافَةً لَا تَيْأَسْ فِيهَا مِنْ رَحْمَتِهِ قَالَ يَا أَبَتَاهُ، وَكَيْفَ أَسْتَطِيعُ ذٰلِكَ؟ وَإِنَّمَا لِي قَلْبٌ وَاحِدٌ، قَالَ الْمُؤْمِنُ كَذَا لَهُ قَلْبَانِ: قَلْبٌ يَرْجُو بِهِ، وَقَلْبٌ يَخَافُ بِهِ۔ [1]

''اے میرے بیٹے! اللہ سے امید رکھ اس طرح کہ تو اس پر مکمل مطمئن ہو اور اللہ سے اس طرح ڈر کہ تو اس کی رحمت سے ناامید بھی نہ ہو، تو اس کے بیٹے نے کہا: اے ابا جان! یہ کیسے ممکن ہے جبکہ میرا ایک ہی دل ہے؟ تو حکیم لقمان نے کہا: مومن کے دو دل ہوتے ہیں ایک دل سے وہ امید رکھتا ہے اور دوسرے سے خوف رکھتا ہے۔''

یعنی حکیم لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ اللہ سے امید واثق رکھ اور اس کا خوف دل میں رکھ اور اس قدر خوف زدہ نہ ہونا کہ اللہ کی رحمت سے نامید ہو جائے بلکہ اس کی رحمت بڑی وسیع ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((جَعَلَ اللّٰهُ الرَّحْمَةَ مِائَةَ جُزْءٍ فَأَمْسَكَ عِنْدَهُ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ جُزْءًا وَأَنْزَلَ فِي الْأَرْضِ جُزْءًا وَاحِدًا)) [2]

''اللہ پاک نے اپنی رحمت کے سو حصے بنائے ننانوے حصے اپنے پاس رکھ لیے اور ایک حصہ دنیا میں اتار دیا اسی ایک حصہ رحمت کے باعث مخلوق ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے حتی کہ ایک جانور اپنے بچے کو تکلیف سے

---

[1] البیھقی فی شعب الایمان: ۱۰۱۵؛ أحمد فی الزھد: ۱۰۵، ۱۰۷۔ اسنادہ موثقون

[2] صحیح بخاری، الادب، باب جعل اللہ الرحمۃ فی ....: ۶۰۰۰۔

بچانے کے لیے اپنا پاؤں بچے کے اوپر سے ہٹا لیتا ہے (یہ بھی رحمت کے ایک حصے کی برکت سے ہے۔"

(30) اے بیٹا صحت وعافیت جیسی کوئی نعمت نہیں

امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ حکیم لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ:

لَيْسَ غِنًى كَصِحَّةٍ، وَلَيْسَ نَعِيمٌ كَطِيبِ نَفْسٍ۔[1]

"صحت کے مقابلے میں امیری کچھ بھی نہیں اور اطمینان نفس کے مقابلے میں فراوانیاں کچھ حیثیت نہیں رکھتیں۔"

کہتے ہیں "تندرستی ہزار نعمت ہے" یہ حقیقت ہے کہ انسان کے پاس سب کچھ ہو مگر صحت وتندرستی نہ ہو تو اس کے لیے ساری کائنات بیکار ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس رضی اللہ عنہ کو کہا تھا کہ اے چچا جان! آپ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے عافیت یعنی صحت وتندرستی کی دعا کیا کریں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَا عَبَّاسُ! يَا عَمَّ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم! أَكْثِرْ مِنَ الدُّعَاءِ بِالْعَافِيَةِ))[2]

"اے عباس! اے نبی کے چچا جان! کثرت کے ساتھ عافیت وتندرستی کی دعا کیا کرو"

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا کہ اے اللہ کے رسول! میں اللہ سے کس چیز کے متعلق سوال کیا کروں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] البیهقی فی شعب الایمان: ٤٢٩٧ وذكر السیوطی فی الدرالمنثور: ٥١٥/٦ رجاله موثقون۔ [2] الترغیب والترهیب: ٤٩٦٦؛ الحاكم: ٥٢٩/١ حسن۔

((سَلِ اللّٰهَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ)) [1]

"اللہ سے عافیت وتندرستی کا سوال کرو۔"

آپ ﷺ نے فرمایا:

((نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِيْهِمَا كَثِيْرٌ مِنَ النَّاسِ، الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ)) [2]

"دو نعمتیں ایسی ہیں جن کی اکثر لوگ قدر نہیں کرتے صحت اور فراغت۔"

(31) اے بیٹا پڑوسیوں سے اچھا سلوک کرنا

حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حکیم لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا:

يَا بُنَيَّ حَمَلْتُ الْجَنْدَلَ وَالْحَدِيدَ وَكُلَّ شَيْءٍ ثَقِيلٍ، فَلَمْ أَجِدْ شَيْئًا هُوَ أَثْقَلَ مِنْ جَارِ السُّوْءِ، وَذُقْتُ الْمَرَارَ، فَلَمْ أَذُقْ شَيْئًا هُوَ أَمَرَّ مِنَ الْفَقْرِ۔ [3]

"اے میرے بیٹے! میں نے لوہے اور ہر ثقیل چیز کو اٹھا کر دیکھا مگر برے پڑوسی سے کوئی چیز ثقیل میں نہیں پائی، میں نے کڑواہٹ کو چکھا ہے مگر فقر سے زیادہ کڑوی چیز نہیں چکھی۔"

اس مقام پر حکیم لقمان نے اپنے پڑوسیوں سے حسن سلوک کی تلقین کی ہے جو حقیقت میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیم کا اہم حصہ ہے۔

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا:

((خَيْرُ الْأَصْحَابِ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرُهُمْ لِصَاحِبِهِ وَخَيْرُ الْجِيْرَانِ

---

[1] صحیح ابن حبان: ۹۵۱۔ [2] صحیح البخاری: ٦٤١٢۔ [3] البیهقی فی شعب الایمان: ٤٥٤٨؛ ابن حبان فی الثقات: ٨١/٨؛ ابو نعیم فی الحلیة: ٣٣٧/٣۔

عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرُهُمْ لِجَارِهِ)) [1]

''بہترین ساتھی اللہ کے ہاں وہ ہیں جو اپنے ساتھی کے لیے بہتر ہیں اور بہترین ہمسائے اللہ کے نزدیک وہ ہیں جو اپنے ہمسائے کے لیے بہتر ہیں۔''

مزید آپ ﷺ نے فرمایا:

''قسم ہے اللہ کی! اس شخص کا ایمان کامل نہیں ہے۔ قسم ہے اس اللہ کی! اس شخص کا ایمان کامل نہیں ہے'' جب آپ نے بار بار یہ الفاظ فرمائے اور اس شخص کی وضاحت نہیں کی تو صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ شخص کون ہے جس کا ایمان کامل نہیں ہے اور جس کے بارے میں آپ کا یہ ارشاد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ شخص جس کے پڑوسی اس کی برائیوں اور اس کے شر سے محفوظ و مامون نہ ہوں۔'' [2]

(32) اے بیٹا جاہلوں سے دامن بچا کر رکھنا

حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حکیم لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا:

يَا بُنَيَّ لَا تُرْسِلْ رَسُولَكَ جَاهِلًا، فَإِنْ لَمْ تَجِدْ حَكِيمًا، فَكُنْ رَسُولَ نَفْسِكَ۔ [3]

''اے میرے بیٹے! تو اپنا قاصد کسی جاہل کو مت بنا اگر تجھے کوئی سمجھدار نہ ملے تو اپنا قاصد خود بن جا۔''

---

[1] ترمذی، البر والصلة، باب ماجاء فی حق الجوار: ١٩٤٤؛ مسند احمد: ٦٥٧٤۔

[2] بخاری، الادب، باب اثم من لا یأمن جاره بوائقه: ٦٠١٦۔

[3] البیهقی فی شعب الایمان: ٤٥٤٨؛ ابن حبان فی الثقات: ٨١/٨؛ ابو نعیم فی الحلیة: ٣٣٧/٣۔

کہا جاتا ہے کہ جاہل دوست سے تنہائی اچھی۔ بسا اوقات جاہل آدمی اپنی طرف سے خیر خواہی اور سمجھ داری کرتا ہے جبکہ وہ حقیقت میں دوسروں کے لیے کئی مصائب کھڑے کر دیتا ہے اسی لیے اللہ نے بھی جہلاء سے اعراض کا حکم دیا ہے، ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ﴾ [1]

''اور جاہلوں سے اعراض کیجئے۔''

33 اے بیٹا کبھی بھی جھوٹ نہ بولنا

حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حکیم لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا:

يَا بُنَيَّ إِيَّاكَ وَالْكَذِبَ۔ [2]

''اے میرے بیٹے! جھوٹ سے پرہیز کر۔''

بچوں کو اگر بچپن میں جھوٹ کی عادت پڑ جائے تو ساری زندگی آدمی اس کی نحوست سے باہر نہیں نکل سکتا، اسی لیے حکیم لقمان نے اپنے بچے کو اس کی خصوصی تلقین کی ہے اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد بھی ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ﴾ [3]

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس کو (سیدھی) راہ نہیں دکھاتا جو جھوٹا ہے۔''

علاوہ ازیں والدین کو اس حوالے سے اپنی عادات کو بھی اچھا بنانا چاہئے کیونکہ بچے عموماً وہی کرتے ہیں جو وہ والدین کو کرتا دیکھتے ہیں جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

---

[1] ۷/الاعراف:۱۹۹۔ [2] البیھقی فی شعب الایمان: ٤٥٤٨؛ ابن حبان فی الثقات: ۸۱/۸؛ ابو نعیم فی الحلیة: ۳۳۷/۳۔ [3] ٤٠/المؤمن: ۲۸۔

ایک دن میری والدہ نے مجھے اپنے پاس بلایا اور کہا کہ لو آؤ میں تمھیں (ایک چیز) دوں گی۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر تشریف فرما تھے، جب میری والدہ نے مجھ سے کہا تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا:

((وَمَا أَرَدْتِ أَنْ تُعْطِيَهِ))

''کہ تم نے اس کو کیا چیز دینے کا ارادہ کیا تھا؟'' انہوں نے فرمایا: میں اس کو ایک کھجور دینا چاہتی تھی رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا:

((أَمَا إِنَّكِ لَوْ لَمْ تُعْطِهِ شَيْئًا كُتِبَتْ عَلَيْكِ كِذْبَةٌ)) [1]

''یاد رکھو! اگر اس کو تم کچھ نہ دیتیں تو تمہارے اعمال میں ایک جھوٹ لکھا جاتا۔''

جھوٹ آدمی کو جہنم کی طرف لے جاتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُوْرِ وَإِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِيْ إِلَى النَّارِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَاللّٰهِ كَذَّابًا)) [2]

''جھوٹ سے بچو، اس لیے کہ جھوٹ برائیوں کی طرف لے جاتا ہے اور برائیاں انسان کو جہنم تک لے جاتی ہیں اور انسان جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ تلاش کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ اللہ کے ہاں جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔''

(34) اے بیٹا نماز جنازہ میں حاضر ہوا کر

حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حکیم لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا:

---

[1] سنن ابی داود، الادب، باب فی التشدید فی الکذب: ٤٩٩١؛ البیھقی فی شعب الإیمان: ٤٨٢٢۔ [2] مسلم، البر والصلة، باب قبح الکذب وحسن الصدق وفضله: ٢٦٠٧، ٦٦٣٧؛ بخاری: ٦٠٩٤۔

یَا بُنَيَّ احْضُرِ الْجَنَائِزَ، وَلَا تَحْضُرِ الْعُرْسَ، فَإِنَّ الْجَنَائِزَ تُذَكِّرُكَ الْآخِرَةَ، وَالْعُرْسَ يُشْجِيْكَ الدُّنْيَا۔ ❶

''اے میرے بیٹے! جنازوں میں حاضر ہوا کر اور خوشی کی مجلسوں سے بچا کر، کیونکہ جنازے تجھے آخرت یاد دلائیں گے اور خوشی کی مجلسیں تجھے دنیا پر ابھاریں گی۔''

گویا حکیم لقمان نے اپنے بیٹے کو حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف اشارہ کیا ہے اور اسی مفہوم کی حدیث نبوی بھی ہے آپ ﷺ نے پہلے پہل خواتین کی بے صبری کی وجہ سے انہیں قبرستان میں آنے جانے سے منع کر رکھا تھا پھر آپ نے اجازت دے دی اور فرمایا:

((فَزُوْرُوْهَا فَإِنَّهَا تُذَكِّرُ الْآخِرَةَ)) ❷

''اب تم قبروں کی زیارت کر لیا کرو کیونکہ یہ آخرت یاد دلاتی ہیں۔''

نیز آپ ﷺ نے نماز جنازہ کی ادائیگی کا ثواب دو احد پہاڑوں کے برابر قرار دیا ہے اور مزید فرمایا:

((خَمْسٌ مَنْ عَمِلَهُنَّ فِيْ يَوْمٍ كَتَبَهُ اللّٰهُ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْ صَامَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَرَاحَ اِلَى الْجُمُعَةِ وَعَادَ مَرِيْضًا وَشَهِدَ جَنَازَةً وَاَعْتَقَ رَقَبَةً)) ❸

''پانچ کام جو بھی ایک دن میں کرے اللہ تعالیٰ اسے جنتیوں میں لکھ دیتے ہیں جس نے جمعہ کے دن روزہ رکھا، اور جمعہ کی طرف گیا، مریض کی

---

❶ البیهقی فی شعب الایمان: ٤٥٤٨؛ ابن حبان فی الثقات: ٨١/٨؛ ابو نعیم فی الحلیة: ٣٣٧/٣۔ ❷ ترمذی، الجنائز: ١٠٥٤۔ ❸ صحیح الجامع الصغیر: ٣٢٥٢۔

عیادت کی، جنازہ میں شریک ہوا اور گردن کو آزاد کیا۔“

یہ یاد رہے کہ اکیلا جمعہ کا روزہ نہیں اس کے ساتھ جمعرات یا ہفتہ کا روزہ ملا لیا جائے۔

35 اے بیٹا بہت پیٹ بھر کر کھانا نہ کھایا کر

حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حکیم لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا:

يَا بُنَيَّ لَا تَأْكُلْ شِبَعًا عَلَى شِبَعٍ، فَإِنَّكَ إِنْ تُلْقِهِ لِلْكَلْبِ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَأْكُلَهُ۔ [1]

”اے میرے بیٹے! پیٹ بھر کر بار بار مت کھا اگر (ضرورت سے زائد ہے) تو اسے کتے کے سامنے ڈال دے، تو یہ تیرے کھانے سے بہتر ہے۔“

آدمی کو زیادہ نہیں کھانا چاہئے کیونکہ زیادہ کھانے سے جسم تندرست نہیں رہتا اور پیٹ میں طرح طرح کے جراثیم پیدا ہوتے رہتے ہیں اور ضرورت سے زیادہ کھانا اسراف بھی ہے اور اس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے:

﴿ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴾ [2]

”تم کھاؤ پیو اور اسراف نہ کرو کیونکہ اسراف کرنے والوں کو اللہ پسند نہیں کرتا۔“

آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

((اِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ شِبَعًا فِي الدُّنْيَا اَطْوَلُهُمْ جُوْعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) [3]

---

[1] البيهقى فى شعب الايمان: ٤٥٤٨؛ ابن حبان فى الثقات: ٨١/٨؛ ابو نعيم فى الحلية: ٣٣٧/٣۔ [2] ٧/الاعراف: ٣١۔

[3] السلسلة الصحيحة: ٣٤٣؛ ابن ماجه، الاطعمة: ٣٢٧٩۔

''دنیا میں لوگوں میں سے زیادہ کھانے والے قیامت کے دن لمبی بھوک والے ہوں گے۔''

اگر انسان زیادہ سے زیادہ کھانا چاہے تو اس کی مقدار پیٹ کا تیسرا حصہ ہے جیسا کہ حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

((مَا مَلَأَ اٰدَمِیٌّ وِعَاءً شَرًّا مِّنْ بَطْنِهٖ بِحَسْبِ ابْنِ اٰدَمَ اُكُلَاتٌ يُقِمْنَ صُلْبَهٗ فَاِنْ كَانَ فَاعِلًا لَامَحَالَةَ فَثُلُثٌ لِطَعَامِهٖ وَثُلُثٌ لِشَرَابِهٖ وَثُلُثٌ لِنَفْسِهٖ)) [1]

''آدمی نے اپنے پیٹ سے بُرے کسی برتن کو نہیں بھرا ابن آدم کو چند لقمے ہی کافی ہیں جو اس کی کمر کو سیدھا رکھیں سو اگر اس نے ضروری ہی (زیادہ) کھانا ہے تو ایک حصہ کھانے کیلئے اور ایک حصہ پینے کیلئے اور ایک حصہ سانس کیلئے کرے۔''

اور بالکل نہ کھانا یہ بھی ظلم ہے کیونکہ بدن کا حق ہے کہ اسے کھلایا جائے اور نہ کھلانا بدن کی حق تلفی ہے اور یہ اسراف ہے جیسا کہ بعض صوفی لوگ کرتے ہیں جو کئی دن تک کھانا ہونے کے باوجود بالکل نہیں کھاتے اور اسے عبادت سمجھتے ہیں حالانکہ یہ سب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کے خلاف ہے۔

(36) اے بیٹا اپنا مزاج درمیانہ رکھنا

حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حکیم لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا:

---

[1] مسند احمد: ١٦٥٥٦؛ الترمذی، الزھد: ٢٣٠٢ صحیح۔

يَا بُنَيَّ لَا تَكُنْ حُلْوًا فَتُبْلَعَ، وَلَا مُرًّا فَتُلْفَظَ۔[1]

''اے میرے بیٹے! تو اتنا میٹھا نہ ہو جا کہ تجھے نگل لیا جائے اور نہ ہی اتنا کڑوا ہو جا کہ تجھے پھینک دیا جائے۔''

(37) اے بیٹا علماء اور حکماء کی ہم نشینی اختیار کیا کر

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

يَا بُنَيَّ، عَلَيْكَ بِمُجَالَسَةِ الْعُلَمَاءِ، وَاسْتِمَاعِ كَلَامِ الْحُكَمَاءِ، فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يُحْيِي الْقُلُوبَ بِنُورِ الْحِكْمَةِ كَمَا يُحْيِي الْأَرْضَ بِوَابِلِ الْمَطَرِ۔[2]

''اے میرے بیٹے! علماء کی مجلس میں بیٹھا کرو اور دانا لوگوں کی باتوں سے فائدہ اٹھایا کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ دلوں کو حکمت کے نور سے اسی طرح زندہ کر دیتا ہے جیسے موسلا دار بارش سے زمین کو زندہ کر دیتا ہے۔''

(38) اے بیٹا اپنی زبان کو قابو میں رکھنا

موسیٰ بن عبیدہ سے مروی ہے کہ انہیں خبر ملی کہ لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی:

يَا بُنَيَّ مَنْ لَا يَمْلِكْ لِسَانَهُ يَنْدَمْ وَمَنْ يُكْثِرِ الْمِرَاءَ يُشْتَمْ، وَمَنْ يُصَاحِبِ السُّوءَ لَا يَسْلَمْ، وَمَنْ يُصَاحِبِ الصَّالِحَ يَغْنَمْ۔[3]

---

[1] البيهقى فى شعب الايمان: ٤٥٤٨؛ ابن حبان فى الثقات: ٨١/٨؛ ابو نعيم فى الحلية: ٣٣٧/٣۔ [2] امثال الحديث للرامهرمزى، باب الكناية: ٨٧/١۔

[3] ذم قرناء السوء للحافظ ابن عساكر: ٢٩/١؛ مشيخة ابن البخارى: ٩٨١/٢۔

''اے میرے بیٹے! جو اپنی زبان کو قابو نہیں رکھتا وہ ندامت اٹھاتا ہے اور کثرت سے جھگڑا کرتا ہے اسے گالی ملتی ہے اور جو برے سے دوستی رکھتا ہے وہ برائی سے بچ نہیں سکتا اور جو نیک لوگوں سے دوستی رکھتا ہے وہ فائدہ اٹھاتا ہے۔''

39 اے بیٹا اپنے عملوں کو ریاکاری سے پاک رکھنا

حماد بن زید رحمہ اللہ اپنے بعض شیوخ سے بیان کرتے ہیں کہ لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

يَا بُنَيَّ لَا تُرِ النَّاسَ أَنَّكَ تَخْشَى اللّٰهَ يُكْرِمُوكَ، وَقَلْبُكَ فَاجِرٌ۔[1]

''اے میرے بیٹے! تو اپنی خشیت الٰہی کو لوگوں کے سامنے اس لیے ظاہر نہ کر کہ لوگ تیری عزت کریں جبکہ تیرا دل گناہگار ہو۔''

40 اے بیٹا لوگوں کا اپنا دوست بنا دشمن نہ بنانا

بشر بن رافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

يَا بُنَيَّ اتَّخِذْ أَلْفَ صَدِيقٍ؛ فَإِنَّهُ قَلِيلٌ، وَلَا تَتَّخِذَنَّ عَدُوًّا؛ فَإِنَّهُ كَثِيرٌ۔[2]

''اے میرے بیٹے! دوست ہزار بھی بنا لے تب بھی تھوڑے ہیں مگر دشمن ایک بھی نہ بنانا کیونکہ وہ ایک ہی بہت ہے۔''

---

[1] البیهقی فی شعب الایمان: ٦٥٨٩۔ [2] كتاب الزهد لابن أبی حاتم: ٥٢۔

﴿يُرِيْدُ اللهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾

40 چالیس آسان نیکیاں

تالیف
محمد عظیم حاصل پوری

مکتبہ اسلامیہ
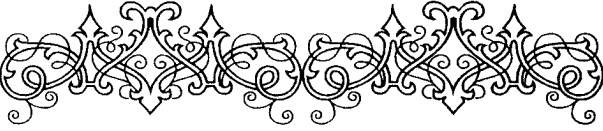
إِن تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُم مُّدْخَلًا كَرِيمًا ﴿٣١﴾

"تم اگر بڑے بڑے گناہوں سے بچتے رہے تو ہم تمہاری چھوٹی برائیوں کو نظر انداز کر دیں گے اور تمہیں عزت کی جگہ داخل کریں گے۔"
(۴/النساء: ۳۱)

لعنت

کا مستحق ٹھہرانے والے چالیس عمل

تالیف

شیخ الحدیث ابو محمد عبد الستار الحماد

مکتبہ اسلامیہ

تالیف

الشیخ محمد عظیم حاصلپوری حفظہ اللہ

بچوں کے لیے
۴۰
نصیحتیں